

تَحْبِیرُ التَّجْوِیدِ

www.KitaboSunnat.com

شیخ المقرئ قاری محمد ادریس العاصم

فائز مسابقہ قرآن مجید

فَتْحُ الْكَلِمَاتِ
الْأَشْوَارِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَرَزَّلْنَا الْقُرْآنَ فَتُتِلَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

Saman Zaid

نامہ صحیری اولی نالی الف



تحفہ التجوید

تالیف

ایشخ المقری محمد ادریس اعظم
فاضل سینہ یونیورسٹی

ملائیہ عالمیہ القرآن مجلہ ایشہ ملاہو
شیر اواز گریٹ

ناشر

قرآن الکریم

28 - الفضل مارکیٹ 17 - اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتباہ

قرآءت اکیڈمی رجسٹرڈ کی تمام مطبوعات کے کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت حقوق طبعیات محفوظ ہیں۔ لہذا ادارہ کی کسی بھی کتاب کی فوٹو کاپی یا کسی بھی دوسرے طریقہ سے اشاعت غیر قانونی ہے۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتا ہے۔

قانونی مشیر

شفیق احمد چاولہ

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تجبر التجويد	-----	نام کتاب
قاری محمد ادریس العاصم	-----	مولف
قرآءت اکیڈمی لاہور	-----	ناشر
یونیک گرافکس	-----	سرورق ڈیزائنر
الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور	-----	کمپوزنگ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد الذى انزل الفرقان خلق الانسان علمه البيان و
الصلاة والسلام على سيدنا محمد سيد ولد عدنان و على
اله واصحابه اولوا البر والاحسان و بعد:

قرآن مجيد اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت
کے لیے نازل کی ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی فلاح و
بہبود حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم اگر نہ اترتا تو یقیناً دنیا کو ہدایت نصیب نہ ہوتی۔ اور
نہ ہی حلال و حرام کی تمیز ہوتی۔

قرآن مجید حقیقت میں ایک عظیم معجزہ ہے اور اس کی صداقت اور حقانیت پر یہ
صاف دلیل ہے کہ عرب لوگ باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے قرآن کریم جیسا کلام لانے
سے قاصر رہے۔ قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس کے پڑھنے والے کے لیے بہت عظیم
الشان انعامات ہیں۔ ہر حرف پر دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن کریم
کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے اور وہ حق علم تجوید سے
حاصل ہوتا ہے۔ علم تجوید ایک مستقل علم ہے جس کے ذریعہ قرآن مجید کے حروف
کی ادا یعنی تلفظ محفوظ ہوتا ہے جو شخص اس علم کو جانتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
سے خود بھی قرآن صحیح پڑھتا ہے اور دوسروں کو بھی صحیح پڑھا سکتا ہے۔

اس مختصر کتاب میں آسان اور عام فہم انداز میں تجوید کے قواعد اسی غرض سے جمع
کئے گئے ہیں کہ حفاظ و طلباء ان کو یاد کر لیں۔ اور ان قواعد کی روشنی میں قرآن کریم صحیح
پڑھنے کی مشق کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طلباء و حفاظ کے لیے خصوصاً اور عامۃ

الناس کے لیے عموماً نافع بنائے۔ آمین۔ اور اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

ترتیب جدید میں کتاب کو مزید عام فہم اور سہل بنانے کے لیے زبان وہیان کو بہتر کیا گیا ہے۔

آخر میں احقر کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام زندگی قرآن اور علوم قرآن کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن خادین قرآن کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

العبدنا چیز: محمد ادریس العاصم عفی عنہ

خادم القرآن کریم

المدرستہ العالیہ تجوید القرآن

ہنگلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة و
السلام على سيد المرسلين سيدنا محمد واله واصحابه
اجمعين - اما بعد -

تجوید کی بعض ضروری اصطلاحات

حرکات ثلاثہ : زیر، زیر اور پیش کو عربی میں حرکات ثلاثہ کہتے ہیں۔ جس حرف پر حرکت ہو، اسے متحرک کہتے ہیں۔

زبر : زیر کو عربی میں فتح اور نصب کہتے ہیں اور جس حرف پر زبر ہو، اسے مفتوح اور منصوب کہتے ہیں۔

زیر : زیر کو کسرہ اور جر کہتے ہیں اور جس حرف کے نیچے زیر ہو، اسے مکسور اور مجرور کہتے ہیں۔

پیش : پیش کو ضمہ اور رفع کہتے ہیں اور جس حرف پر پیش ہو، اسے مضموم اور مرفوع کہتے ہیں۔

ساکن : ایسا حرف جس پر کوئی حرکت نہ ہو ساکن کہلاتا ہے۔ یعنی مجزوم ہو۔
جیسے : قل کلام۔

مشدد : جس حرف پر شد ہو، اسے مشدد کہتے ہیں۔

توین : دوزیم، دو زیر، دو پیش نون توین کی علامت ہے۔

✓ تجويد کی تعریف :

تجويد کے لغوی معنی ہیں 'عمدہ کرنا' اچھا کرنا۔ مجودین کی اصطلاح میں ہر حرف کو اس کے مخرج سے بغیر کسی تکلف کے جمع صفات کے ساتھ ادا کرنا تجويد کہلاتا ہے۔

✓ تجويد کا موضوع : تجويد کا موضوع حروف تہجی ہیں۔

✓ تجويد کی غرض و غایت : تجويد کی غرض و غایت تصحیح حروف ہے۔

✓ تجويد کا فائدہ : تجويد کا فائدہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

واضعین فن : اس فن کو وضع کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مِنْ حَيْثُ الْأَدَاءُ : یعنی پڑھ کر بتلانے والے اور وہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ جس طرح آپؐ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سنا۔ اسی طرح قواعد کے مطابق آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو پڑھا دیا۔ چونکہ صحابہ کرامؓ اہل زبان تھے۔ لہذا ان کو قواعد کی ضرورت نہ تھی۔ بعد میں جب عرب و عجم کا اختلاط ہوا تو قواعد کی ضرورت پیش آئی اس وقت قواعد کو جمع کیا گیا۔

(۲) مِنْ حَيْثُ الْقَوَاعِدُ : یعنی قواعد جمع کرنے والے اس میں اختلاف ہے کہ یہ کون سے حضرات تھے عمومی طور پر ان حضرات ائمہ کے نام بیان کیے جاتے ہیں :

(۱) ابو الاسود الدؤلیؒ (۲) ابو القاسم عبید اللہ بن سلامؒ (۳) خلیل بن احمد الفراء ہدیؒ (۴) آئمہ قرآت میں سے کسی نے قواعد کو مرتب کیا ہے جیسے ابو عمر حفص الدوری البصریؒ یا (۵) ابو مزاحم خاقانیؒ (۶) موسیٰ بن عبید اللہ بن خاقان البغدادی التونیؒ ۳۲۵ھ۔

علم تجويد کا مرتبہ : علم تجويد کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ افضل و اشرف علوم میں سے ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق کتاب اللہ کے ساتھ ہے جو تمام کتب سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ارکان تجويد : تجويد کے چار ارکان ہیں۔

- (۱) مخارج الحروف کا جاننا
 - (۲) صفات الحروف کا پہچانا
 - (۳) حروف کے تمام احکامات کو جاننا
 - (۴) زبان کو حروف کی صحیح ادائیگی کا عادی بنانا۔
- نوٹ : یہ چیز حروف کی کثرت کے ساتھ مشق کرنے اور ماہرین اساتذہ سے تلقی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

سبب تالیف و تدوین

عرب و عجم کا آپس میں اختلاط علم تجويد کی تالیف و تدوین کا سبب بنا۔

مراتب تلاوت قرآن کریم

قرآن مجید کی تلاوت کے تین مراتب ہیں۔

- (۱) ترتیل : قرآن مجید کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کے ساتھ مخارج اور صفات کا لحاظ کر کے پڑھنا۔ جیسے جلسہ یا محفل میں تلاوت کی جاتی ہے۔
- (۲) تدویر : قرآن کریم کو ترتیل سے قدرے تیز اور احکام تجويد کا خیال رکھ کر پڑھنا۔ جیسے نماز میں جہر پڑھا جاتا ہے۔
- (۳) حدر : قرآن کریم کو قواعد تجويد کی رعایت رکھتے ہوئے تدویر سے تیز پڑھنا۔ جیسے نماز تراویح میں پڑھا جاتا ہے۔

لحن

لحن کے لغوی معنی غلطی کے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے :

”حروف کو تجوید کے خلاف اور غلط ادا کرنے کو لحن کہتے ہیں۔“

✓ لحن کی اقسام : لحن کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لحن جلی (۲) لحن خفی

✓ لحن جلی کی تعریف : لحن جلی کے معنی واضح اور بڑی غلطی کے ہیں۔

”حروف کے مخارج، صفات لازمہ اور حرکات و سکنات میں غلطی کرنا لحن جلی

ہے۔“ اور یہ حرام ہے۔

✓ لحن جلی کی اقسام : لحن جلی کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام ہیں۔

(۱) ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا۔ جیسے :

عَلَيْهِمْ کی جگہ اَلَيْهِمْ، الصَّيْفِ کی جگہ السَّيْفِ اور قَلْبُ کی جگہ کَلْبُ پڑھنا۔

(۲) کسی حرف کو اس کی اصل سے گھٹا کر پڑھنا۔ جیسے :

وَلَا تَقْرَبَا کی جگہ وَلَا تَقْرُبْ، ضَيْفِی کے بجائے ضَيْفِ اور عَرَفُوا کی بجائے

عَرَفْ پڑھنا۔

(۳) کسی حرف کو اس کی اصل سے بڑھا کر پڑھنا۔ جیسے :

نَعْبُدُ کی بجائے نَعْبُدُوا، نَسْتَعِينُ کی بجائے نَسْتَعِينُ اور غَيْرِ کی بجائے

غَيْرِی پڑھنا۔

(۴) متحرک کی جگہ ساکن اور ساکن کی جگہ متحرک پڑھنا۔ جیسے :

أَرْسَلْنَا کی جگہ أَرْسَلْنَا پڑھنا یا ایک حرکت کو دوسری جگہ پڑھنا۔ جیسے :

أَنْعَمْتَ کی جگہ أَنْعَمْتَ یا أَنْعَمْتُ پڑھنا۔

(۵) مشدّد کی جگہ مخفف یا مخفف کی جگہ مشدّد پڑھنا۔ جیسے :

أَنَّ کی جگہ أَنَّ رَبِّ کی جگہ رَبِّ اور مِلَّةً کی جگہ مِلَّةً پڑھنا۔

لحْن خَفِی

تخمین حروف سے تعلق رکھنے والی صفات میں غلطی کو لحن خفی کہتے ہیں۔ مثلاً 'غنه کی جگہ غنه نہ کرنا۔

زبر یا پیش والی راء کو پر پڑھنے کی بجائے باریک پڑھنا یا پر لام کو باریک پڑھنا یہ غلطی لحن خفی ۱ ہے اور یہ مکروہ ہے۔

استعاذہ اور بسم اللہ کے بیان میں

جس وقت بھی قرآن کریم کی تلاوت شروع کی جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھنا ضروری ہے۔ خواہ تلاوت سورت کے شروع سے کی جائے یا سورت کے درمیان سے نیز ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ سوائے سورت التوبہ (البوراءۃ) کے۔ خواہ تلاوت کی ابتداء سورت کے شروع سے ہو یا پڑھتے پڑھتے کوئی سورت درمیان میں آجائے۔ تلاوت اگر سورت کے درمیان سے شروع کریں تو بسم اللہ میں اختیار ہے۔

تلاوت اگر سورۃ براءت سے شروع کی جائے تو بعض علماء تجوید ۲ کے نزدیک برکت حاصل کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر جب سورۃ انفال ختم کر کے

۱۔ لحن خفی ایسی پوشیدہ غلطی ہے جس کو صرف قراء محسوس کر سکتے ہیں۔ عوام کو اس کا احساس نہیں ہوتا مثلاً اخفاء اقلاب وغیرہ۔

یا ایسی باریک غلطی جس کا احساس صرف اور صرف ماہرین قراء ہی سکتے ہیں۔ مثلاً مفخم حرف کے بعد الف کا باریک پڑھ دینا حرکات کا ناقص ادا کرنا غنه ایک الف سے کم یا زیادہ کرنا ان اقاط کو لحن خفی میں شمار کیا گیا ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔

۲۔ جمہور کے نزدیک بسم اللہ نہ پڑھے مگر ابوازی، ابو الحسن ستادی اور ابو الفتح بن شیطا وغیرہم کے نزدیک جائز ہے۔ (المعراج اول ص ۲۶۴)

سورۃ توبہ شروع کی جائے تو بسم اللہ ہر گز نہ پڑھی جائے اس وقت تین صورتیں جائز ہیں۔ (۱) فصل (۲) وصل اور (۳) سکتہ یہ تین صورتیں بغیر بسملہ کے ہیں۔

✕ خلاصہ کلام

✕ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ابتداء کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ ابتداءئے تلاوت : ابتداءئے سورت - یہاں استعاذہ اور بسم اللہ دونوں ضروری ہیں۔

۲۔ ابتداءئے تلاوت : درمیان سورت - یہاں صرف استعاذہ ضروری ہے اور بسملہ میں اختیار ہے۔

۳۔ ابتداءئے سورت : درمیان تلاوت - یہاں صرف بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔

ابتداءئے تلاوت : ابتداءئے سورت میں استعاذہ اور بسم اللہ پڑھنے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ اور سورۃ کو علیحدہ علیحدہ تین سانسوں میں پڑھنا، اسے فصل کل کہتے ہیں۔ جیسے :

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝

(۲) استعاذہ اور بسملہ اور سورت کو ملا کر ایک ہی سانس میں پڑھنا اسے وصل کل کہتے

ہیں۔ جیسے :

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قُلْ هُوَ
اللَّهُ أَحَدٌ ۝

(۳) استعاذہ کو علیحدہ ایک سانس میں اور بسملہ اور سورت کو دوسرے سانس میں

پڑھنا۔ اسے فصل اول و وصل ثانی کہتے ہیں۔ جیسے :

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قُلْ
هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝

(۴) استعاذہ اور بسملہ کو ایک سانس میں ملا کر اور سورۃ کو دوسرے سانس میں پڑھنا۔
اسے وصل اول، فصل ثانی کہتے ہیں۔ جیسے :

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ قُلْ
هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝

ابتداء سورۃ درمیان تلاوت میں استعاذہ و بسملہ پڑھنے کی تین صورتیں
جائز ہیں اور ایک صورت ناجائز ہے۔

(۱) سورۃ کا آخر، بسملہ اور دوسری سورۃ کا آغاز، تینوں کو علیحدہ علیحدہ سانس میں
پڑھنا۔ جیسے :

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝
وَالْعَصْرِ ۝ اسے فصل کل کہتے ہیں۔

(۲) پہلی سورۃ کے آخر، بسملہ اور دوسری سورۃ کے ابتداء کو ملا کر تینوں کو ایک
سانس میں پڑھنا۔ جیسے :

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝
”وَالْعَصْرِ ۝“ اسے وصل کل کہتے ہیں۔

(۳) پہلی سورۃ کے اختتام پر وقف کر کے بسم اللہ اور سورۃ کی ابتداء ایک سانس
میں کرنا جیسے :

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝
وَالْعَصْرِ ۝ اسے فصل اول وصل ثانی کہتے ہیں۔

(۴) پہلی سورۃ کا اختتام اور بسم اللہ ایک سانس میں اور سورۃ کا آغاز دوسرے

سانس میں کرنا یہ صورت ناجائز ہے۔ جیسے :

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
وَالْعَصْرِ ۝ اے وصل اول فصل ثانی کہتے ہیں۔

یہ اس لیے ناجائز ہے کہ بسم اللہ کا تعلق اگلی سورت سے ہے اور وصل اول، فصل ثانی سے اس بات کا وہم ہوتا ہے کہ بسم اللہ کا تعلق پچھل سورت سے ہے۔

(۳) ابتدائے تلاوت اور درمیان سورت میں استعاذہ اور بسملہ کے پڑھنے کی دو صورتیں جائز ہیں اور دو ناجائز ہیں۔ اس میں استعاذہ ضروری ہے اور بسملہ میں اختیار ہے۔ اگر بسم اللہ بھی پڑھی جائے تو دو صورتیں جائز اور دو ناجائز ہیں۔

(۱) استعاذہ اور بسملہ اور آیت علیحدہ علیحدہ کر کے تین سانس میں پڑھنا۔ اسے فصل کل کہتے ہیں۔

(۲) استعاذہ اور بسملہ کو ایک سانس میں اور آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا اسے وصل اول فصل ثانی کہتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ باقی دو صورتیں یعنی وصل کل اور فصل اول، وصل ثانی ناجائز ہیں۔

اگر بسملہ نہ پڑھی تو استعاذہ کا آیت کے ساتھ وصل اور فصل دونوں جائز ہیں۔ وصل کرتے ہوئے یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں میں سے کوئی نام نہ ہو۔ مثلاً :

اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی - الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی -

انتوں کا بیان

اکثر مخارج کا تعلق دانتوں کے ساتھ ہے اس لیے مخارج الحروف سے قبل دانتوں کے نام بیان کیے جاتے ہیں تاکہ مخارج سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ انسان کے منہ میں عموماً تیس دانت ہوتے ہیں۔ سولہ دانت اوپر والے جڑے میں اور سولہ دانت نیچے والے

جڑے میں۔ جن میں بارہ دانت اور پیس داڑھیں ہوتی ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) دانت : سامنے والے چار دانتوں کو ثنایا کہا جاتا ہے۔

ثنایا علیا : سامنے کے اوپر والے دو دانت۔

ثنایا سفلی : سامنے کے نیچے والے دو دانت۔

رباعیات یا قواطع : ثنایا کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے کے چار دانت۔

انیاب یا کواسر : رباعیات کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے کے چار دانت۔

(۲) ڈاڑھیں :

ضواہک : انیاب کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے کی چار ڈاڑھیں۔

طواحن : ضواہک کے ساتھ تین تین دائیں بائیں اور اوپر نیچے بارہ ڈاڑھیں۔

نواجذ : طواحن کے ساتھ ایک ایک دائیں بائیں اور اوپر نیچے چار ڈاڑھیں۔

ڈاڑھوں کو عربی میں اضراس کہتے ہیں۔ اضراس، ضرس کی جمع ہے اس لیے ضواہک، طواحن اور نواجذ کو مطلقاً اضراس کہتے ہیں۔

حروف کے مخارج کا بیان

مخرج جمع ہے مخرج کی۔ جس کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ۔

مخرج کی تعریف : مجودین کی اصطلاح میں ”حرف کو ادا کرتے وقت جس جگہ پر

آواز ٹھہرتی ہے اسے مخرج کہتے ہیں۔ مخرج کی دو اقسام ہیں۔

(۱) مخرج محقق (۲) مخرج مقدر

(۱) مخرج محقق: ”جب حلق، لسان اور شفتان کے اجزائے معینہ میں سے کسی معین جگہ پر آواز نکلے تو اسے مخرج محقق کہتے ہیں۔“

(۲) مخرج مقدر: ”جب حلق، لسان اور شفتان کے اجزائے معینہ میں سے کسی معین جگہ پر آواز نہ نکلے تو اسے مخرج مقدر کہتے ہیں۔“ یعنی جوف دھن اور خیشوم۔
مخارج کی تعداد میں اختلاف ہے۔ محقق اور مختار مذہب یہ ہے کہ حروف ہجا کے مخارج سترہ ہیں۔ ۳ جبکہ اصول مخارج ۴ پانچ ہیں۔
(۱) حلق (۲) لسان (۳) شفتان (۴) جوف دھن
(۵) خیشوم

۴ اصل اول

- (۱) حلق: اس میں تین مخارج اور چھ حروف ہیں۔
مخرج (۱): اقصیٰ حلق یعنی حلق کا وہ انتہائی حصہ جو سینہ سے ملا ہوا ہے۔ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں ہمزہ اور ہاء (ء-ھ) (ہائے ہوز)
مخرج (۲): وسط حلق یعنی حلق کا درمیانی حصہ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ عین اور حاء (ع-ح) مملہ
مخرج (۳): ادنیٰ حلق یعنی حلق کا وہ اول حصہ جو منہ کی جانب ہے۔ اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ غین اور خاء (غ-خ) مجمعہ۔ ان چھ حروف کو حلقیہ کہتے ہیں۔
-
- ۳۔ یہ مذہب خلیل بن احمد فراہیدی متوفی ۷۰۷ھ کا ہے اس مذہب کو ابو القاسم ہذلی اور محمد بن الجزری نے اختیار کیا ہے۔
۴۔ اصول اصل کی جمع ہے۔ اصل جز کو کہتے ہیں۔ قراء کے نزدیک جن موقعوں سے حروف ادا ہوتے ہیں انہیں اصول مخارج کہتے ہیں۔

✓ اصل ثانی

(۲) لسان : اس میں دس مخارج اور اٹھارہ حروف ہیں۔
مخرج (۴) : زبان کی جڑ اور لمات ۵ کے متصل اوپر کا تالو اس سے قاف (ق) ادا ہوتا ہے۔

مخرج (۵) : لمات کے متصل ہی منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر زبان اور اوپر کا تالو اس سے کاف (ك) ادا ہوتا ہے۔ ان دونوں حروف کو لماتیہ کہتے ہیں۔

مخرج (۶) : زبان کا درمیانی حصہ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو اس سے جیم۔ شین اور یاء (ج. ش ی) جب کہ متحرک ۶ اور لین ہوں ادا ہوتے ہیں۔
ان تینوں حروف کو باعتبار مخرج شجر یہ ۷ کہتے ہیں۔

مخرج (۷) : زبان کی کروٹ ۸ اور اوپر والی پانچ ڈاڑھوں کی جڑ نواجذ سے ضواحک تک دائیں یا بائیں طرف سے اس سے ضاد (ض) ادا ہوتا ہے اور اسے باعتبار مخرج حافیہ ۹ کہتے ہیں۔

۵ لمات عربی زبان میں کوئے کو کہتے ہیں۔ کو اخلق میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو گلے کی نالی کے اوپر کی جانب لٹکا ہوا ہے یہ اوپر سے موٹا ہے اور اس کا سر انوکھا رہے۔ اسے عربی میں لسان الصغیر (چھوٹی زبان) بھی کہتے ہیں۔

۶ جس یاء پر حرکت ہوگی اس کو متحرک کہتے ہیں جیسے یوقنون اور یاء ساکن ما قبل فتح ہو اس کو لین کہتے ہیں جیسے این

۷ شجر عربی زبان میں دونوں جڑوں کے درمیان شکاف (دراڑ) اور جھری کو کہتے ہیں۔ اردو میں اس کا ہم معنی کوئی لفظ نہیں ہے چونکہ یہ تینوں حروف منہ کے درمیانی کھلے حصہ سے ادا ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو حروف شجر یہ کہتے ہیں۔

۸ ضاد کو زبان کے سرے اور سامنے کے دانتوں سے ادا کرنا بالکل غلط ہے۔

۹ حافیہ زبان کے اس حصہ کو کہتے ہیں۔ جو اوپر کی ڈاڑھوں کی جڑ سے لگے۔

مخرج (۸): زبان کا کنارہ مع ادنیٰ حافہ جب کہ ثنیا، رباعی، انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں سے لگے، اس سے لام (ل) ادا ہوتا ہے۔

مخرج (۹): زبان کا کنارہ جب کہ ثنیا، رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے لگے۔ اس سے نون (ن) ادا ہوتا ہے۔

مخرج (۱۰): زبان کا کنارہ مع پشت زبان جب کہ ثنیا اور رباعی کے مسوڑھوں سے لگے تو اس سے راء (ر) ادا ہوتا ہے۔ لام۔ نون اور راء کو طرفیہ اور ذلقیہ ۱۰۰ کہتے ہیں۔

مخرج (۱۱): زبان کی نوک اور ثنیا علیا کی جڑ۔ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ طاء۔ ذال اور تاء (ط، د، ت) ان کو باعتبار مخرج نطعیہ ۱۱ کہتے ہیں۔

مخرج (۱۲): زبان کی نوک اور ثنیا علیا کا کنارہ۔ اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ طاء۔ ذال اور ثاء (ظ، ذ، ث) ان کو باعتبار مخرج لثویہ کہتے ہیں۔ ۱۲

مخرج (۱۳): زبان کی نوک اور ثنیا سفلی کا کنارہ مع کچھ اتصال ثنیا علیا کے اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ صاد۔ زای اور سین (ص، ز، س) باعتبار مخرج انہیں اسلیہ ۱۳ کہتے ہیں۔

۱۰۰ ذلق عربی میں نوک کو کہتے ہیں چونکہ یہ حروف زبان کے سرے اور نوک سے ادا ہوتے ہیں اس لیے انہیں طرفیہ اور ذلقیہ کہتے ہیں۔

۱۱۰ نطق عربی میں ان چھوٹے چھوٹے گڑھوں اور ٹکٹوں کو کہتے ہیں۔ جو اوپر کے تالو میں دانتوں کی جڑوں کے نزدیک واقع ہیں۔

۱۲۰ لثہ عربی میں مسوڑھوں کو کہتے ہیں یعنی لثہ منہ میں وہ نرم گوشت ہے جس میں دانت ترتیب سے جڑے ہوتے ہیں۔

۱۳۰ اصل زبان کے باریک اور نوک دار حصے کو کہتے ہیں۔

اصل ثالث

(۳) شفتان : اس میں دو مخارج اور چار حروف ہیں۔

مخرج (۱۴) : نیچے والے ہونٹ کی تری - ۱۴ والا حصہ اور ثنایا علیا کا کنارہ - اس سے فاء (ف) ادا ہوتی ہے۔

مخرج (۱۵) : دونوں ہونٹ ہیں۔ اس سے باء - میم اور واؤ (ب، م، و) متحرک ولین ادا ہوتے ہیں۔ باء دونوں ہونٹوں کے تری والے حصہ سے اور میم دونوں ہونٹوں کے خشکی والے حصہ سے ادا ہوتی ہے۔ واؤ دونوں ہونٹوں کے گول ہو کر بنا تمام ملنے سے ادا ہوتی ہے۔ فاء، باء، میم اور واؤ کو حروف شفویہ - ۱۵ کہتے ہیں۔

اصل رابع

(۴) جوف دھن :

مخرج (۱۶) : جوف دھن یعنی پورے منہ کا خالی حصہ - اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔ الف - واؤ اور یاء (ا - و - ی) جب کہ تینوں مدہ ہوں۔ یعنی واؤ ساکن ماقبل ضمہ ہو جیسے قَوْلُوا -

۱۴ - بعض مؤلفین نے مطلق فاء کا مخرج نچلا ہونٹ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ ہونٹ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک تری والا حصہ جو کہ منہ کی طرف ہے اور ایک خشکی والا حصہ جو کہ منہ کے باہر کی طرف ہے۔ مطلق ہونٹ کے کہنے سے اگر کسی نے فاء خشکی والے حصہ سے ادا کیا تو یہ غلط ہوگا۔ لہذا تری کی قید ضروری ہے۔

۱۵ - شفت عربی میں ہونٹ کو کہتے ہیں۔ واؤ کی تین حالتیں ہیں۔ مدہ، لین، متحرک جب واؤ ساکن ماقبل ضمہ ہو تو اسے واؤ مدہ کہتے ہیں جیسے قَوْلُوا - اگر واؤ ساکن ماقبل فتح ہو تو اسے واؤ لین کہتے ہیں۔ جیسے قَوْلٌ - واؤ پر حرکت ہو تو اسے متحرک کہتے ہیں۔ جیسے وَاٰهُمْ لہذا شفتان سے لین اور متحرک کی حالت میں ادا ہوگی۔

یائے ساکن ماقبل کسرہ ہو جیسے اَجْرِي
الف ساکن بے جھنکے ماقبل فتح ہو جیسے حَالُ
ان تینوں کو حروف مدہ جو فیہ یا ہوا سیہ کہتے ہیں۔

✓ اصل خامس

(۵) خیشوم

مخرج (۱۷): خیشوم یعنی ناک کا بانسہ ۱۶ سے غنہ ادا ہوتا ہے۔ اور یہ نون میم کی ذاتی صفت ہے اور ہر حال میں پائی جاتی ہے۔

✓ حروف کی صفات کا بیان

صفات، صفت کی جمع ہے۔ جس کے معنی حالت اور کیفیت کے ہیں۔

✓ صفت کی تعریف:

حرف کو مخرج سے ادا کرتے وقت جو حالت اور کیفیت حرف کو لاحق ہوتی ہے۔ اسے صفت کہتے ہیں۔ مثلاً آواز کا بلند ہونا یا پست ہونا، نرم ہونا یا سخت ہونا اور موٹا یا باریک ہونا وغیرہ۔

✓ صفت کی دو اقسام ہیں:

(۱) صفت لازمہ (۲) صفت عارضہ

✓ صفت لازمہ ۱۷ کی تعریف:

ایسی صفت جو حروف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جائیں۔ اور اگر وہ صفت ادا

۱۶۔ یہ ناک کی جڑ کے اندرونی حصہ کی اس نرم سی رگ کا نام ہے جو جڑ کے شگاف میں ہے۔

۱۷۔ صفت لازمہ کو ذاتیہ، لازمہ، مقومہ اور ممیزہ بھی کہتے ہیں۔

نہ ہوں تو وہ حرف وہی حرف نہ رہے بلکہ دوسرے حرف سے بدل جائے یا ناقص ادا ہو
صفات لازمہ کی دو اقسام ہیں :

(۱) صفات لازمہ متضادہ (۲) صفات لازمہ غیر متضادہ

× صفات لازمہ متضادہ کی تعریف :

صفات لازمہ متضادہ مقابل کی ایسی دو صفات کو کہتے ہیں کہ نہ تو وہ دونوں ایک
حرف میں جمع ہو سکیں اور نہ کوئی حرف ان دونوں سے خالی ہو۔ صفات لازمہ متضادہ
دس ہیں۔

✓ صفات لازمہ متضادہ کی تفصیل

✓ (۱) صفت ہمس :

ہمس کے معنی پستی اور ضعف کے ہیں۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے۔
انہیں مہموسہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز کا ان کے
مخارج میں ایسی پستی اور ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس جاری رہ سکے جیسے يَلْهَتْ
کی ثاء۔ حروف مہموسہ دس ہیں جو فَحِشَّةٌ شَخْصٌ سَكَّتٌ میں جمع ہیں۔

✓ (۲) صفت جہر :

جہر کے معنی بلندی کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں مجبورہ
کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز کا ان کے مخرج میں ایسی
بلندی اور زور سے ٹھہرنا کہ سانس بند ہو جائے جیسے كَسَبٌ کی باء۔ اور یہ صفت
حروف مہموسہ کے سوا باقی انہیں ۱۸ حروف میں پائی جاتی ہے۔ صفت جہر صفت ہمس

۱۸۔ ہم نے شیخ محمد کی نصر کی معتبر کتاب ”نہایۃ القول المفید“ سے صفات لازمہ متضادہ کے
مجموعات اکٹھے کیے ہیں۔ صفت جہر کے انہیں حروف کا مجموعہ یہ ہے : عَظْمٌ وَزْنٌ قَارِيٌّ ذِيٌّ

غَضٌّ جَدَّ طَلَبٌ

کی ضد ہے۔

✓ (۳) صفت شدت :

شدت کے معنی سختی اور قوت کے ہیں۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں شدیدہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز کا ان کے مخرج میں ایسی سختی اور قوت کے ساتھ ٹھہرنا کہ آواز بند ہو جائے جیسے اَحَد کی دال۔ حروف شدیدہ آٹھ ہیں۔ جو اَحَدُ قَطْبُ کَبْکَتْ میں جمع ہیں۔

(۴) صفت رخوت :

رخوت کے معنی نرمی کے ہیں۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں رخوہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز کا ان کے مخرج میں ایسی نرمی سے ٹھہرنا کہ آواز جاری رہے جیسے لَتَسْلُكُنَّ کا سین۔ صفت شدت صفت رخوت کی ضد ہے۔ شدیدہ اور پانچ متوسط حروف کے سوا باقی سولہ ۱۹ حروف رخوہ ہیں۔

توسط :

توسط کے معنی ہیں بین بین یعنی درمیانی کیفیت اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں متوسطہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں نہ تو بالکل بند ہو جیسے صفت شدت والے حروف اور نہ بالکل جاری رہے جیسے صفت رخوت والے حروف۔ بلکہ درمیانی حالت ہو۔ اور یہ حروف لَنْ عُمُرٍ میں جمع ہیں۔

✓ (۵) صفت استعلاء :

استعلاء کے معنی ہیں اوپر بلندی کی طرف اٹھنا اور جن حروف میں یہ صفت پائی ۱۹ صفت رخوت کے سولہ حروف کا مجموعہ یہ ہے۔ خُذْ غُثَّ حِطًّا فُضَّ شَوْصَ زَيْ سَاه

جائے انہیں حروف مستعلیہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف بلند ہو جاتی ہے۔ جسکی وجہ سے یہ حروف پر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا قاف یہ حروف سات ہیں جو حُصَّ ضَغْطُ قِظْ میں جمع ہیں۔

(۶) صفت استفال :

استفال کا معنی نیچے رہنا اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں مستفلہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ نیچے ہی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف باریک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حِجْلُ کی لام۔ مستعلیہ کے سوا باقی بائیس حروف ۲۰ مستفلہ ہیں۔ صفت استعلاء صفت استفال کی ضد ہے۔

(۷) صفت اطباق :

اطباق کے معنی لپٹنے اور اچھی طرح بند ہونے کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مطبقہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کا وسط اوپر کے تالو سے اچھی طرح مل جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ حروف خوب پر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً تَطْلُعُ کی طاء۔ حروف مطبقہ چار ہیں۔ ص ض ط ظ

(۸) صفت الافتاح :

الافتاح کے معنی الگ اور جدا رہنے کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مفتوحہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کا وسط اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف رفیق ادا ہوتے ہیں۔ جیسے قُلْ کا لام۔ مطبقہ کے سوا باقی پچیس حروف ۲۱ مفتوحہ ہیں۔ صفت اطباق اور صفت الافتاح آپس میں مقابل ہیں۔

۲۰۔ صفت استفال کے بائیس حروف کا مجموعہ یہ ہے : ثَبِتْ عِزٌّ مِنْ يَجُودِ حَرْفُهُ إِذْ سَلَّ شَكَا
۲۱۔ صفت الافتاح کا مجموعہ یہ ہے : مَنْ أَخَذَ وَجْهَهُ سَعَةً فَرَّكَ حَقِّ لَهْ شَرَبٌ غَيْثٌ

(۱۵) صفت ازلاق :

ازلاق کے معنی پھسلنا اور کنارہ کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مذلقہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ یہ حروف ہونٹوں اور زبان کے کنارہ سے بہت سہولت اور جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً رَفِیٰ کی فاء یہ حروف چھ ہیں۔ جو فَرَمَ لَبِّ میں جمع ہیں۔

۱۰۔ صفت اصمات :

اصمات کے معنی منع کرنا اور روکنا کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف مصمتہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخارج سے مضبوطی اور گرانی کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً رَاذُ کی ذال۔ مذلقہ کے سوا باقی تیس حروف ۲۲۔ مصمتہ ہیں۔ صفت ازلاق اور صفت اصمات بھی باقی سابقہ صفات کی طرح آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

یہاں صفات لازمہ متضادہ کا بیان ختم ہوا۔ اور ہر حرف میں ان صفات میں سے پانچ صفات ضرور پائی جائیں گی۔

6 صفات لازمہ غیر متضادہ کا بیان

غیر متضادہ کی تعریف : حروف کی وہ لازمی اور ضروری صفات ہیں کہ جن کا حروف میں پایا جانا لازمی ہو۔ مگر وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل الگ الگ ہوں۔ ضدیت اور تقابل ہرگز نہ ہو۔

صفات لازمہ غیر متضادہ آٹھ ہیں اور یہ صفات بعض حروف میں پائی جاتی ہیں۔ اور بعض میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

۲۲۔ صفت اصمات کے تیس حروف کا مجموعہ یہ ہے جَزَعَشْ سَاخِطٌ صِدْقَةٌ اِذْوَ عَطُہْ یُحْصَلُکَ۔

(۱) صفت قلقلہ : قلقلہ کے معنی حرکت دینا اور ہلانا کے ہیں اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے۔ انہیں حروف مقلقلہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت حالت ۲۳ سکون میں ان کے مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے۔ مثلاً حُطْب کی باء۔ اور یہ حروف پانچ ہیں جو قَدْ طَبَّح میں جمع ہیں۔

(۲) صفت صغیر : صغیر کے معنی تیز سیٹی کے ہیں۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف صغیر یہ کہتے ہیں۔

مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز تیز مثل سیٹی کے نکلتی ہے مثلاً أَحْسَن کی سین۔ اور یہ صفت تین حروف میں پائی جاتی ہے صاد۔ زای اور سین (ص، ز، س)

(۳) صفت لین : لین کے معنی نرمی کے ہیں۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف لین یہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت ان میں اتنی نرمی پائی جاتی ہے کہ اگر کوئی ان پر مد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ یہ صفت دو حروف میں پائی جاتی ہے واو لین اور یائے لین۔ جیسے واو ساکن ماقبل فتح حَوَّلِینْ، غَوَّلِ اور یائے ساکن ماقبل فتح کَيْفْ، وَحِلْ وغیرہ۔

(۴) صفت انحراف : انحراف کے معنی پلٹنا اور مائل ہونا کے ہیں۔ اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف منحرفہ کہتے ہیں۔ اور یہ دو حروف ہیں۔ لام اور راء (ل۔ را) مثلاً الْأَرْضْ کالام اور راء۔

۲۳ سکون سے یہ مراد نہیں کہ متحرک حالت میں صفت قلقلہ نہیں پائی جاتی۔ یہ صفت لازمہ ہے اور حروف قلقلہ میں ہر حال میں پائی جاتی ہے۔ مگر حالت سکون اور وقتی حالت میں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اور متحرک حالت میں کم محسوس ہوتی ہے کیونکہ حرکت کی وجہ سے حرف میں جنبش پہلے سے ہی موجود ہوتی ہے۔

مفہوم یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ دوسرے حرف کے مخرج کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یعنی لام کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ راء ۲۴ کے مخرج کی طرف اور راء کے ادا کے وقت کنارہ زبان لام کے مخرج کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

(۵) صفت تکریر : تکریر کے معنی ہیں کسی چیز کا بار بار ہونا۔ اور جس حرف میں یہ صفت ادا ہوتی ہے اسے حرف مکررہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ اس حرف کو ادا کرتے وقت زبان پر ایک قسم کا لرزہ یعنی کپکپاہٹ طاری ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے آواز میں تکرار کی مشابہت ۲۵ ہو جاتی ہے۔ اور یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے۔ جیسے اَرْسِل کی راء وغیرہ۔

(۶) تقشی : تقشی کے معنی پھیلنا اور منتشر ہونا کے ہیں۔ اور جس حرف میں یہ صفت پائی جائے اسے حرف متغشیہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ اس حرف کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں پھیل جاتی ہے۔ اور یہ صفت صرف حرف شین میں پائی جاتی ہے۔ جیسے الْقَرِيش کا شین۔

(۷) غنہ : غنہ خیشومی آواز کا نام ہے اور یہ صفت نون اور میم میں ہر حال میں پائی جاتی ہے۔ جس وقت ان کو مخرج سے ادا کیا جاتا ہے۔ تو آواز بغیر کسی قصد کے ناک میں جاتی ہے۔ اس حالت میں ان کو حروف اغن کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل نون اور میم کے قاعدوں میں آئے گی۔

(۸) استطالت : استطالت کے معنی لمبا اور دراز کرنا کے ہیں۔ اور جس حرف میں یہ صفت پائی جاتی ہے اسے حرف مستطیلہ کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ اس کو

۲۴ یعنی پشت زبان کی طرف۔ پشت زبان کا وہ حصہ ہے جو تالو کی طرف ہوتا ہے۔

۲۵ اس حرف میں حقیقی تکرار ادا کرنا غلط ہے بلکہ مشابہت تکرار ہونی چاہیے۔

تجسیر التجوید

ادا کرتے وقت شروع حافہ سے آخر حافہ تک آواز کو درازی رہتی ہے۔ مثلاً الضَّالِّین کا ضاد۔ اور یہ صفت صرف ضاد معجمہ میں پائی جاتی ہے۔

تنبیہ: حرف ضاد کی درازی حرف مدہ سے کم اور حرکت کی مقدار سے زیادہ ہوتی ہے۔ ضاد کو دال یا دال کے مشابہ پڑھنا یا بالکل طاء پڑھنا بالکل غلط ہے۔ البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج اور جمیع صفات کے ساتھ ادا کریں تو اس کی آواز بلا قصد طاء کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔

فائدہ (۱):

ہر حرف میں کم از کم پانچ صفات اور زیادہ سے زیادہ سات صفات ضروری ہوتی ہیں۔

فائدہ (۲): صفات لازمہ میں سے (۱) جر (۲) شدت (۳) استعلاء (۴) اطباق (۵) اصمات (۶) صغیر (۷) قلقلہ (۸) انحراف (۹) تکریر (۱۰) تقشی (۱۱) استطالات اور (۱۲) غنہ یہ بارہ صفات قویہ ہیں۔

اور باقی چھ یعنی (۱) ہنس (۲) رخوت (۳) استفال (۴) انفتاح (۵) اذلاق اور (۶) لین یہ چھ ضعیف ہیں۔

صفات عارضہ کے بیان میں

صفات عارضہ کی تعریف:

صفات عارضہ ۲۶ ان صفات کو کہتے ہیں۔ جو حروف میں کبھی پائی جائیں اور کبھی نہ پائی جائیں۔ اور اگر یہ صفات ادا نہ ہوں تو حرف تو وہی رہے مگر اس کا حسن و زینت باقی نہ رہے۔

۲۶۔ صفات عارضہ کو عارضیہ، محسنہ، مزینہ اور محلیہ بھی کہتے ہیں۔

صفات لازمہ اور صفات عارضہ میں بنیادی فرق

(۱) صفات لازمہ کی غلطی لحن جلی میں اور صفات عارضہ کی غلط لحن خفی میں داخل ہے۔

(۲) صفات لازمہ کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف نہیں ہوتا جبکہ صفات عارضہ کا پایا جانا کسی سبب پر موقوف ہوتا ہے۔

(۳) صفات لازمہ سب حروف میں پائی جاتی ہیں۔ اور صفات عارضہ بعض حروف میں ہوتی ہیں۔ اور بعض میں نہیں ہوتی۔

(۴) صفات لازمہ حروف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جاتی ہیں اور صفات عارضہ حروف میں کبھی پائی جاتی ہیں۔ اور کبھی نہیں۔ مجودین کے نزدیک مشہور صفات عارضہ یہ ہیں۔

- (۱) تفخیم (۲) ترقیق (۳) ادغام (۴) انقلاب (۵) اخفاء
(۶) غنہ زمانی (۷) صلہ (۸) تسہیل (۹) ابدال (۱۰)
حذف (۱۱) مد فرعی

تفخیم و ترقیق کا بیان

لام کی تفخیم و ترقیق کے قواعد

تفخیم : لفظ اللہ ۲۷ کے لام میں تفخیم و ترقیق ہوتی ہے۔ اگر اس سے پہلے

۲۷ لفظ اللہ کے لام کے سوالاتی سب لامات باریک ادا ہوتے ہیں۔ ان میں صرف ترقیق ہی ترقیق ہوتی ہے۔ بعض ناواقف لوگ مَا وَلِلّٰہِمْ کے لام کو پڑھتے ہیں کہ اس کی آواز لفظ اللہ کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس کو صرف باریک ہی پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ وَلٰی یُوَلِّی سے ماضی کا صیغہ ہے اور ہُمْ ضمیر منصوب منفصل ہے۔

حرف پر زبر یا پیش ہو تو لفظ اللہ کو پڑھا جاتا ہے۔ اسے تفخیم کہتے ہیں جیسے حَتَمَ اللّٰهُ. کَلَّمَ اللّٰهُ. رَسُوْلُ اللّٰهِ. يَدُ اللّٰهِ. اسی طرح لفظ اَللّٰهُمَّ سے پہلے بھی اگر زبر یا پیش ہو تو اسے پڑھا جائے گا۔ مثلاً مَرِيْمَ اللّٰهُمَّ۔ قَالُوْا اللّٰهُمَّ۔

ترقیق : اگر لفظ اللہ یا اَللّٰهُمَّ سے پہلے حرف پر زیر ہو تو اسے باریک پڑھا جاتا ہے جیسے يُوَفِّي اللّٰهُ سَبِيْلَ اللّٰهِ. قُلِ اللّٰهُمَّ اسے ترقیق کہتے ہیں۔

راء کی تفخیم و ترقیق کے قواعد

راء کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) تفخیم (۲) ترقیق (۳) مختلف فیہ

بارہ حالتوں میں راء پر ہوتی ہے۔ سات حالتوں میں باریک ہوتی ہے۔ اور سات کلمات میں تفخیم و ترقیق یعنی دونوں وجوہ ہوں گی۔

(۱) راء پر زبر ہو جیسے نَصَرَکُمْ (پارہ ۹ سورۃ الاعراف)

(۲) راء پر پیش ہو جیسے مَكْرُوْا (پارہ ۱۳ سورۃ البرائیم)

(۳) راء مشدّد ۲۸ پر زبر ہو جیسے سِرَّاَوْ عَلَانِيَةً (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد)

(۴) راء مشدّد پر پیش ہو جیسے شَرُّ (پارہ ۱۹ سورۃ فرقان)

(۵) راء ساکن ماقبل زبر ہو جیسے زَرْعٌ وَنَخِيْلٌ (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد)

(۶) راء ساکن ماقبل پیش ہو جیسے اَلْخُرُطُوْم (پارہ ۲۹ سورۃ القلم)

۲۸۔ راء مشدّد مجودین کے نزدیک ایک راء کے حکم میں ہوتی ہے۔ اور اپنی حرکت کے

موافق پر یا باریک پڑھی جاتی ہے۔ بعض ناواقف اس کو دو راء سمجھ کر ساکن کے قاعدہ

میں شمار کر کے پر یا باریک پڑھتے ہیں یہ غلط ہے۔ اگر اس کو دو راء بھی شمار کریں تو پہلی

راء دوسری کے تابع ہوگی۔

- (۷) راء ساکن ماقبل کسرہ عارضی ہو جیسے اَرَبْتُمْ (پارہ ۷ سورۃ مائدہ)
 (۸) راء ساکن ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے مِّنْ اَرْتَضٰی (پارہ ۲۹ سورۃ
 البجن)

- (۹) راء ساکن ماقبل کسرہ اور مابعد حروف مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو۔ جیسے قَرَطَیْسِ
 (پارہ ۷ سورۃ انعام) اَرَّضَاصِدِ (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ) لِبَالِمِرِّ صَادِ (پارہ
 ۳۰- سورۃ الفجر) فِرْقَةٍ (پارہ ۱۱- سورۃ التوبہ)

- (۱۰) راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل زبر ہو جیسے اَلْاَبْصَارِ (پارہ ۲۳- سورۃ ص)
 (۱۱) راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل پیش ہو جیسے اَلنَّاقُورِ (پارہ ۲۹- سورۃ المدثر)
 (۱۲) راء مرامہ مضمومہ یعنی جس پر روم ۲۹ کے ساتھ وقف کیا جائے جیسے
 قَدِیْرٍ (پارہ ۲۹- سورۃ الملک)

(۲) ترقیق : راء کے باریک ہونے کی مندرجہ ذیل سات حالتیں ہیں۔

- (۱) راء کے نیچے زیر ہو جیسے لِتُشْرِكَ (پارہ ۲۰- سورۃ العنکبوت)
 (۲) راء مشدد کے نیچے زیر ہو جیسے مِّنَ الرِّیْحِ (پارہ ۱۵- سورۃ بنی اسرائیل)
 (۳) راء ساکن ماقبل ۳۰ زیر ہو جیسے فَکْکَبِرْ (پارہ ۲۹- سورۃ المدثر)
 (۴) راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل کسرہ ہو جیسے بِه السِّحْرِ (پارہ ۱۱- سورۃ یونس)
 (۵) راء ساکن ماقبل ۳۱ یاء ساکن ہو جیسے وَالْعِیْرِ (پارہ ۱۳- سورۃ یوسف)

۲۹- وقف باروم کی وضاحت وقف کے بیان میں آئے گی۔ انشاء اللہ

۳۰- اس کی تین شرطیں ذہن میں رکھیں۔

(۱) کسرہ اصلی ہو (۲) اسی کلمہ میں ہو (۳) مابعد حروف مستعلیہ نہ ہو

ان شرائط کے پائے جانے سے راء باریک ہوگی ورنہ پر ہوگی۔

۳۱- راء ساکن ماقبل یاء ساکن ہو تو پھر ماقبل کی حرکت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

- (۶) راء ممالہ یعنی وہ راء جس پر مالہ کیا جائے جیسے ۳۲ مَجْرِبُهَا
(۷) راء مرامہ مکسورہ جس پر روم کے ساتھ وقف کیا جائے۔ جیسے عَقْبِي الدَّارِ
(پارہ ۱۳-سورۃ الرعد)

(۳) مختلف فیہ : راء مختلف فیہ کی مندرجہ ذیل سات حالتیں ہیں۔

- (۱) مِصْرُ ۳۳ جو کل چار جگہ قرآن مجید میں آیا۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

- (۱) سورۃ یوسف میں مِصْرَ لَا مَرَاتَہ
(۲) سورۃ الزخرف میں مُلْكُ مِصْرَ
(۳) سورۃ یوسف میں اَدْخُلُوا مِصْرَ
(۴) سورۃ یونس میں بِمِصْرَ یُیُوتَا
(۲) فَاسِّرِ جو کہ تین جگہ آیا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے :
(۱) فَاسِّرِ بِأَهْلِكَ (ہود)
(۲) فَاسِّرِ بِعِبَادِي (الدخان)
(۳) فَاسِّرِ بِأَهْلِكَ (الحجر)
(۳) اَنْ اَسِّرِ جو کہ دو جگہ آیا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے :
(۱) اَنْ اَسِّرِ بِعِبَادِي (طہ)
(۲) اَنْ اَسِّرِ بِعِبَادِي اَنْكُمُ (الشعراء)

۳۲۔ روایت حفصؓ میں صرف اسی کلمہ میں مالہ ہوا ہے اور اس کا تلفظ اسی طرح ہوگا جس طرح قطرے اور ہمارے کا ہوتا ہے۔

۳۳۔ مِصْرًا جو کہ سورۃ البقرہ میں ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس میں وصلاً وفتاً تغخیم ہی ہے۔

(۴) نَذْرٌ جو کہ سورۃ القمر میں چھ جگہ آیا ہے۔

(۵) وَاللَّيْلِ إِذَا يَسِيرٌ (سورۃ النجم)

(۶) الْجَوَارِ جو کہ تین جگہ آیا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) وَلَهُ الْجَوَارِ (الرحمن) (۲) الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ (شوریٰ)

(۳) الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (تکویر)

(۷) عَيْنَ الْقَطْرِ (سورہ سبأ) وقفادو وجہیں ہیں۔ ترقیق بہتر ہے۔

یہ سب وہ کلمات ہیں جن میں وقفادو وجہیں یعنی تفخیم و ترقیق جائز ہیں۔

تنبیہ : ایسے کلمات جن میں تفخیم و ترقیق دونوں وجہیں جائز ہیں۔ ان میں سے صرف کُلُّ فَرْقِ (الشعراء) میں وصلاً و تقفاً تفخیم و ترقیق ہے باقی کلمات میں جو اختلاف ہے وہ وقفاً ہے وصلاً نہیں ہے۔

میم ساکن و مشد کے قواعد

میم جب مشد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے۔ ناک میں آواز لے جانے کو غنہ کہتے ہیں۔ غنہ کی مقدار ایک الف ۳۴ کے برابر ہے۔ جیسے ثَمَّ عَمَّ لَمَّا وغیرہم۔

میم ساکن کے تین قواعد ہیں۔

(۱) ادغام (۲) اخفاء (۳) اظہار

(۱) ادغام : میم ساکن کے بعد اگر میم متحرک آجائے تو وہاں ادغام ہوگا۔ یعنی دونوں میمیں ایک ہو جائیں گی۔ اور میم مشد کی طرح اس میں غنہ بھی ہوگا۔ جیسے

۳۴۔ ایک الف کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ علماء تجوید نے یوں بیان کیا ہے کہ کھلی ہوئی انگلی کو متوسط طریقہ سے ہند کرنا اور کھولنا۔ یہ محض ایک اندازہ ہے۔ مگر اصل دار و مدار اساتذہ سے مشق کرنے پر ہے۔

عَلَيْهِمْ مَوْصَدَةٌ - أَنْتُمْ مَدَّهْنُونَ - وَأَرْجَلُكُمْ مِنْ خِلَافٍ - أُخْرِجُكُمْ
مِنْ - جَعَلَ لَكُمْ مِنْ - لَهُمْ مَغْفِرَةٌ - وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ - فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
وغیرہ۔ اس ادغام کو ادغام صغیر مثلین کہتے ہیں۔

(۲) اخفاء : میم ساکن کے بعد اگر باء آجائے تو وہاں اخفاء مع الغنہ ہوگا اس
اخفاء کا طریقہ یہ ہے کہ :

”اس میم کو ادا کرتے وقت دونوں ہونٹوں کے خشکی کے حصہ کو بہت نرمی کے
ساتھ ملا کر، غنہ کی صفت بقدر ایک الف بڑھا کر خیشوم سے ادا کیا جائے۔ اور پھر
ہونٹوں کے کھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کے تری والے حصہ کو سختی سے ملا کر باء کو
ادا کیا جائے۔

جیسے عَلَيَّكُمْ بِوَكِيلٍ - وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ - فَاحْكُم بَيْنَهُم - مِنْ
دِيَارِهِمْ بِغَيْرٍ - بَيْنَهُم بِالْحَقِّ - وَمَا هُمْ بِسُكْرَى - تَرْمِيهِمْ بِخِجَارَةٍ -
رُسُلَهُم بِالْبَيِّنَاتِ اسے اخفائے شفوی کہتے ہیں۔

(۳) اظہار : میم ساکن کے بعد باء اور میم کے علاوہ ۳۵ اگر کوئی حرف آ
جائے تو وہاں اظہار ہوگا جیسے فِيكُمْ رَسُولًا - مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ - لَكُمْ دِينُكُمْ -
كُنْتُمْ اَمْوَاتًا - ذَلِكُمْ ظَنُّكُمْ - فَانْجَيْنَاهُمْ وَمَنْ - اِلَيْهِمْ فَسَيُلَوا - عَلَيَّكُمْ
شَهِيدًا -

اسے اظہار شفوی کہتے ہیں۔

نون ساکن و مشدود کے قواعد

نون مشدود میں غنہ ضروری ہے جیسے اِنَّ، كُنَّا، ظَنَّ، مَنْ وغیرہم۔

۳۵ باء اور میم کے علاوہ باقی چھبیس حروف میں اظہار شفوی ہوتا ہے۔ الف کو اس لیے شمار
نہیں کیا کہ ساکن حرف کے بعد الف کبھی نہیں آتا۔ لہذا میم ساکن کے بعد بھی الف نہیں آتا۔

نون ساکن و نون تنوین کے چار قواعد ہیں :

(۱) اظہار (۲) ادغام (۳) انقلاب (۴) اخفاء

نون ساکن وہ نون ہوتا ہے جس پر کوئی حرکت نہ ہو، جیسے مَنْ، عَنْ، اِنْ وغیرہم۔

نون تنوین وہ نون ساکنہ زائدہ جو کلمہ کے آخر میں لاحق ہوتا ہے۔ نیز یہ دوزبر دو زیر اور دو پیش کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے رِزْقًا، کُتِبَ، طُلِعَ وغیرہم۔
نون ساکن و تنوین کی آواز ایک ہی طرح کی ہے۔ اس لیے ان کے قواعد بھی یکساں ہیں۔

(۱) اظہار : اظہار ۳۶ کے لغوی معنی ہیں ظاہر کر کے پڑھنا۔ اظہار کی تعریف یہ ہے کہ نون کو اس کے مخرج سے مع جمع صفات کے بغیر غنہ کے ادا کرنا۔ اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں اظہار ہوگا۔ جیسے اِنْ یُکُنْ غَنِیًّا۔ اِنْ اَنْتُمْ۔ وَالْمُنْحِنَةُ۔ فَسَیَنْغَضُوْنَ اِنْ هٰذَا۔ وَاَنْحَرْ۔ یَنْتَوْنَ۔ عَنْ اَمْرِیْ۔ مِنْهُ۔ مِنْ هَارٍ۔ وغیرہم۔ اسے اظہار حلقی و حقیقی کہتے ہیں۔

(۲) ادغام : ادغام کے لغوی معنی ادخال کے ہیں۔

تعریف : پہلے حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح داخل کر کے پڑھنا کہ دونوں ایک ہی ساتھ مشدد ادا ہوں۔

قاعدہ : نون ساکن و تنوین کے بعد اگر حروف یَوْملُونُ میں سے کوئی حرف آ

۳۶ اظہار اصل ہے کیونکہ یہ وقتاً وصلاً ادا ہوتا ہے اور یہ حروف حلقی کا محتاج نہیں ہے۔ عَنْ اَمْرِیْ میں اگر عَنْ پر وقف کریں تو بھی اظہار اور اگر وصل کریں تو بھی اظہار ہی ہوگا۔ خلاف اس کے ادغام۔ اخفاء اور انقلاب وصل ہوں گے وقتاً نہیں ہوں گے۔

جائے تو وہاں ادغام ہوگا۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ادغام مع الغنہ (۲) ادغام بلا غنہ

لام اور راء میں ادغام بلا غنہ اور یوْمِن کے چار حروف میں ادغام مع الغنہ ہوتا

ہے۔

شرط : اس ادغام کی شرط یہ ہے کہ دو کلمے ہوں۔ یعنی نون ساکن پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور یوْمِن کے چار حروف میں سے کوئی حرف دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو۔ اگر نون ساکن اور حروف یوْمِن ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ادغام نہیں ہوگا۔ بلکہ اظہار ہوگا۔ جیسے دُنْیَا، قِنْوَان، صِنْوَان، بُنْیَان اس کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔

نون کے ادغام کی مثلہ

مِنْ لَغُوبٍ - مِنْ رَحِیقٍ - مَنْ يَقُولُ - مَنْ نَشَاءُ - مِنْ وَلِيٍّ - مِمَّنْ مَعَكَ - خَيْرَ اَيُّرَهُ - عَفْوَرٌ رَحِيمٌ - قَمَرًا مُنِيرًا - رِيَوْمٌ لَا - نُوحٌ وَ عَادٌ - رَسُولًا نَبِيًّا - اَجْرًا مَا - مُخْلِصًا لَهُ - خَيْرٌ مِّنْهُ - مُرَدِّمُهُ وَغَيْرُهُ - (۳) اقلاب : اقلاب کے معنی بدلنے کے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ نون کو میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ ادا کرنا۔ اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ نون ساکن و تنوین کے بعد اگر باء آجائے چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو میں، تو نون کو میم سے بدل کر اخفاء کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے جیسے اُنْبَاءُ - مِنْ بَطُونٍ - قَوْلًا بَلِيغًا - بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ - اَلَيْمٌ بِمَا - قَوْمًا بُورًا - فَاِنَّ بَغْتَ - خَيْرٌ بَصِيرٌ - مِنْ بَعْثْنَا - هِنِيئًا بِمَا - وغیرہ۔

(۴) اخفاء : اخفاء کے معنی چھپانا کے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ : ادغام اور اظہار کے درمیان پڑھنا اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد ان پندرہ

حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں اخفاء ہوگا۔ ۳۷ حروف اخفاء مندرجہ ذیل ہیں۔

ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک
 اخفاء کا طریقہ : نون ساکن اور تنوین کو اس کے مخرج سے الگ رکھ کر اس کی آواز کو خیشوم میں چھپا کر بغیر تشدید کے اس طرح ادا کرنا کہ نہ تو اظہار ہو اور نہ ادغام ہو۔
 اس کو اخفاء حقیقی کہتے ہیں۔

اخفاء حقیقی کی امثلہ

اَنْتُمْ - مِنْكُمْ - مَنْصُورًا - مَنْصُودٌ - اَنْفُسُكُمْ - مِنْ جُوعٍ - مِنْ
 ذَهَبٍ - مِنْ كُتُبٍ - مِنْ شَيْءٍ - مِنْ سَبِيلٍ - غُلَامًا زَكِيًّا - خَلَقَ جَدِيدًا -
 لَحْمًا طَرِيًّا - لِبَعْضِ ظَهِيرٍ - مَثَلًا كَلِمَةً - عَذَابًا شَدِيدًا - عِدَاوَةً كَانَتْ -
 اَيَّامٌ ثُمَّ - بَيِّنَاتٍ فَرِّهَيْنِ جُنْدًا - وغیرہم

ادغام کا بیان

ادغام کے لغوی معنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا ہے۔ پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے حرف کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

ادغام کی تعریف : مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ دونوں ایک ساتھ ۳۸ مشدد ادا ہوں۔

۳۷ اخفاء حقیقی کے متعلق علامہ حمزوری کا یہ شعر یاد کر لیں :

رَصْفٌ ذَانَاكُمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا دُمٌ طَبِيًّا زِدْ فِي تَقَى ضَعَّ ظَالِمًا
 ہر کلمہ کے شروع کا حرف اخفاء کے حروف سے ہے۔

۳۸ ادغام کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو مشدد حرف کے لیے یک لخت اٹھا کر بلا تاخیر تلفظ کیا جائے۔ اگر درمیان میں فصل ہو گیا تو ادغام صحیح نہیں ہوگا۔

ادغام کی مطلقاً دو اقسام ہیں :

(۱) ادغام کبیر (۲) ادغام صغیر

ادغام کبیر : مد غم و مد غم فیہ اگر دونوں متحرک ہوں اور مد غم کو ساکن کر کے مد غم فیہ میں ادغام کیا جائے تو ایسا ادغام، ادغام کبیر کہلاتا ہے۔ ۳۹۷ رویت حفصؓ میں بہت قلیل یعنی صرف ۴۰۰ پانچ کلمات میں ادغام کبیر ہوا ہے۔ کلمات یہ ہیں :

(۱) تَامُرٌ رَّيْحٍ (زمر) (۲) اَنْحَا جُوْنِي (الانعام) (۳) مَكْنِي (کہف)

(۴) لَا تَأْمَنَّا (یوسف) (۵) نِعَمًا (البقرہ و نساء و جگہ)

ادغام صغیر : اگر مد غم ساکن اور مد غم فیہ متحرک ہو تو اس ادغام کو ادغام صغیر کہتے ہیں جیسے قَدْ دَخَلُوْا۔ اس ادغام کی شرط یہ ہے کہ مد غم ساکن اور مد غم فیہ متحرک ہو۔

باعتبار مد غم و مد غم فیہ ادغام کی تین اقسام ہیں :

(۱) مثلین (۲) متجانسین (۳) متقاربین

باعتبار کیفیت کے ادغام کی دو اقسام ہیں :

(۱) ادغام تام (۲) ادغام ناقص

(۱) ادغام تام :

مد غم کو مد غم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ مد غم کی کوئی صفت باقی نہ رہے۔ جیسے اِذْ ظَلَمُوْا - قُلْ رَبِّ - مِنْ رَّسُوْلٍ وغیرہ۔

۳۹۷ امام ابو عمرو اور امام یعقوب کی قراءات میں ادغام کبیر بھڑت ہے۔

۴۰۰ چار کلمات میں حفصؓ کے نزدیک صرف ادغام ہی ادغام ہے۔ لیکن لَا تَأْمَنَّا میں دو

وجہیں ہیں ادغام مع الاشہام اور اظہار مع الروم۔

(۲) ادغام ناقص :

مدغم کو مدغم فیہ میں اس طرح داخل کرنا کہ مدغم کی کوئی صفت باقی رہ جائے۔
جیسے مَنْ يَقُولُ - اَنْ يَّاتِيَهُ - اَنْ يُغْوِيَكُمْ وغیرہ۔

ادغام کی تفصیل

(۱) ادغام مثلین :

ایسے دو حروف جن کی صفات اور مخرج ایک ہی ہوں مثلین کہلاتے ہیں۔ مثلاً ب،
ب، ت، ث، و غیر ہم۔ مثلین میں ادغام صرف تام ہوتا ہے، ناقص نہیں
ہوتا۔

مثلین میں چودہ حروف کا ادغام ہوا ہے، جن کا مجموعہ یہ ہے: فَعٍ وَ كَلَّمَ تَهْدٍ
بِنْدِيو اس قسم کے ادغام کو ادغام صغیر مثلین تام کہتے ہیں۔
نیز اگر مدغم حرف مدہ ہو اور مدغم فیہ غیر مدہ ہو تو ادغام نہیں ہوگا۔ جیسے قَالُوا
وَمَالْنَا اور فِیْ یَوْمٍ وغیرہ۔

ادغام مثلین کی امثلہ

ف	فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ	م	إِلَيْكُمْ مَّرْسَلُونَ	ن	مَنْ نَشَاءُ
ع	مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا	ت	كَانَتْ تَعْبُدُ	ذ	إِذْ ذَهَبَ
و	أَوْوَوْا وَ نَصَرُوا	ه	مَالِيَهُ هَلَكَ	ی	يَابُنَيَّ
ك	يَذَرُكُمْ الْمَوْتُ	د	قَدْ دَخَلُوا	ر	وَإِذْ كُرِّرْتُ بَكَ
ل	قُلْ لِّعِبَادِي	ب	إِذْ هَبَّ بِكِتَابِي		

۴۱- مَالِيَهُ میں ہائے سکتہ کی وجہ سے ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں۔

(۲) ادغام متجانسین :

ایسے دو حروف جن کا مخرج ایک ہو، مگر صفات میں اختلاف ہو متجانسین کہلاتے ہیں۔ مثلاً ت ط، ث ذ، ذ ظ وغیرہم۔

متجانسین میں ادغام تام و ادغام ناقص دونوں ہوتے ہیں۔ لیکن حروف حلقی کا ادغام اپنے ہم جنس میں نہ ہوگا۔ جیسے فَاصَّحْ عَنْهُمْ۔

اسی طرح حروف شجر یہ بھی اس ادغام سے مستثنیٰ ہیں جیسے اَشْيَاءُ۔

ادغام متجانسین کی امثلہ -۴۲-

ت کا د میں	اَتَّقَلْتَ دَعْوَا اللّٰه	د کا ت میں	قَدْ تَبَيَّنَ
ت کا ط میں	وَقَالَتْ طَائِفَةٌ	ذ کا ط میں	اِذْ ظَلَمُوا
ث کا ذال میں	يَلْهَثُ ذَلِكُ	ب کا م میں	اِرْكَبْ مَعَنَا

مذکورہ تمام حروف میں صرف ادغام تام ہی ہوا ہے۔ مندرجہ ذیل کلمات میں طاء کا ادغام تاء میں ناقص ہوا ہے۔ جیسے : بَسَطْتُ - اَحْطَطْتُ - مَا فَرَّطْتُ - فَرَّطْتُمْ۔

کیونکہ ادغام کے وقت مدغم یعنی طاء کی صفت استعلاء و اطباق باقی رہ جاتی ہے۔

(۳) ادغام متقاربین :

ایسے دو حروف جو قریب المخرج ہوں یا ان کی صفات میں اختلاف پایا جاتا ہو، مقاربین کہلاتے ہیں۔ جیسے : ن - ل - ر - ق ک وغیرہم۔

مقاربین میں بھی ادغام تام و ناقص دونوں طرح کا ہوتا ہے۔ مگر جب مدغم حرف

-۴۲- یہ ادغام متجانسین صرف انہیں کلمات میں ہوا ہے۔

حلقی ہو تو پھر قطعاً ادغام نہیں ہوتا۔ جیسے فُسَبِحْہُ، اسی طرح اگر پہلے حرف حلقی اور بعد میں حرف غیر حلقی ہو تب بھی ادغام نہیں ہوتا۔ جیسے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا۔

اسی طرح لام کا ادغام نون میں نہیں ہوگا۔ ۴۳ مثلاً بَلْ نُنَظِّنُکُمْ، جَعَلْنَا

ادغام متقاربین کی مثالیں

(۱) لام کا راء میں جیسے قُلْ رَبِّ اور نون کا راء میں جیسے مِنْ رَبِّکُمْ ادغام تام ہوتا ہے۔

(۲) نون کا وَاو اور یاء میں ادغام ناقص ہوتا ہے۔ جیسے مِنْ وَلِیٍّ۔ مَنْ یَقُولُ۔ مِنْ وَاٰلٍ۔ مَنْ یَشَاءُ وغیرہ۔

(۳) قاف کا کاف میں ادغام تام و ناقص دونوں طرح ہوتا ہے جیسے نَخْلَقُکُمْ تام اولیٰ ہے۔

(۴) نون کا میم میں ادغام مختلف۔ ۴۴ فیہ ہے، جیسے: مِنْ مَّاءٍ وغیرہ۔

فائدہ: رَاٰ رَبَّکُمْ مَعَنَا اور یَلْهَتْ ذٰلِکَ میں بطریق جزئی ادغام و اظہار دونوں جائز ہیں۔ مگر بطریق شاطبی صرف ادغام ہے۔ اسی طرح: یٰسَ وَ الْقُرْآنِ، نَ وَ الْقَلَمِ میں علامہ جزئی کے نزدیک ادغام و اظہار اور علامہ شاطبی کے نزدیک صرف اظہار ہی ہے۔

۴۳۔ ادغام تخفیف کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگر ادغام سے ثقل ہو تو پھر ادغام نہیں کیا جاتا۔

۴۴۔ یعنی اس میں ادغام تام و ناقص دونوں جائز ہیں۔ اگر غنہ نون کا مانا جائے تو ناقص ہوگا اور اگر میم کا غنہ مانا جائے تو ادغام تام ہوگا۔ مگر یہ اختلاف صرف لفظی ہے۔ ادا میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہاں ادغام ناقص و تام ادغام کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ دیگر کلمات میں ادغام تام و ناقص کے وقت ادغام پر اثر ہوتا ہے۔ جیسے بَسَطْتَ۔ مَنْ یَقُولُ وغیرہ

لام تعریف کے اظہار و ادغام کا قاعدہ

لام تعریف یا لام اَل اگر حروف شمیہ ۴۵ پر داخل ہو تو ادغام ہوگا۔ حروف

شمیہ چودہ ہیں:

تث، دذ، رزس، شص، ظلن

ادغام کی مثالیں

ت	التَّائِبُونَ	ز	الزَّيْتُونَ	ط	الطَّيِّبُونَ
ث	الثُّلُثِ	س	السَّاجِدُونَ	ظ	الظَّالِمُونَ
د	الدَّارِ	ش	الشَّجَرَةَ	ل	اللَّعْنُونَ
ذ	الدِّكْرِ	ص	الصَّابِرُونَ	ن	النَّارِ
ر	الرَّحْمَنِ	ض	الضَّالُّونَ		

لام تعریف اگر حروف قمریہ ۴۶ پر داخل ہو تو اظہار ہوگا۔ حروف قمریہ چودہ

ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے: اَبَغْ حَبَّكَ وَ خَفْ عَقِيمَهُ

۴۵۔ ان حروف کو شمیہ اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح سورج کی موجودگی میں ستاروں کی روشنی، سورج کی روشنی میں جذب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حروف شمیہ میں لام تعریف مدغم ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔ لام تعریف ستاروں کے مرتبہ میں ہے اور حروف ممنزلہ سورج کے ہیں۔

۴۶۔ ان حروف کو قمریہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح چاند کی موجودگی میں ستارے غائب نہیں ہوتے بلکہ موجود رہتے ہیں اسی طرح حروف قمریہ کے لام تعریف کے بعد آنے سے لام مدغم ہو کر غائب نہیں ہو تا بلکہ اپنی ذات میں باقی رہتا ہے۔

اظہار کی مثالیں

ء	الْأَرْضُ	ك	الْكُوْثُرُ	ق	الْقَمَرُ
ب	الْبَرْقُ	و	الْوَاقِعَةُ	ی	الْيَوْمُ
غ	الْغَيْبُ	خ	الْخَيْرُ	م	الْمُسْتَقِيمُ
ح	الْحَمِيرُ	ف	الْفَجْرِ	ه	الْهُدَى
ج	الْجَارُ	ع	الْعُسْرُ		

فَالْتَقَطَهُ - اَلْ فِرْعَوْنَ اور فَالْتَقَمَهُ الْحَوْتُ میں جو لام ہے یہ لام تعریف نہیں ہے۔ بلکہ یہ لام فعل ہے۔ اس لیے یہاں صرف اظہار ہی ہوگا۔

ہمزہ کے قاعدوں کے بیان میں

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ہمزہ وصلی (۲) ہمزہ قطعی

(۱) ہمزہ وصلی :

ایسا ہمزہ جو وسط کلام میں حذف ہو جائے ہمزہ وصلی کہلاتا ہے، جیسے رَبِّ الْعَلَمِينَ اصل میں رَبِّ الْعَلَمِينَ ہے۔ وصلاً ہمزہ وصلی گر گیا۔

(۲) ہمزہ قطعی :

ایسا ہمزہ جو وسط کلام میں حذف نہ ہو، ہمزہ قطعی کہلاتا ہے جیسے فَلَا أُقْسِمُ میں أُقْسِمُ کا ہمزہ قطعی ہے اس لیے وسط کلام میں حذف نہیں ہوا۔

ہمزہ کے چار قاعدے ہیں۔

(۱) تحقیق (۲) تسہیل (۳) ابدال (۴) حذف

(۱) تحقیق : ہمزہ کو اس کے مخرج سے جمع صفات کے ساتھ ادا کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔ جیسے ءَ اَنْتُمْ - ءَ اِنَّكَ - ءَ اِنَّا - ءَ اُنْزِلَ وغیرہم۔

(۲) تسہیل : ہمزہ کو حروف مدہ اور ہمزہ کے درمیان پڑھنا تسہیل کہلاتا ہے تسہیل صرف اسی وقت ہوتی ہے۔ جب دو ہمزہ متصلہ طور پر جمع ہوں۔ مثلاً ءَ اَعْجَمٰی -

تسہیل کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) تسہیل وجوہی (ب) تسہیل جوازی

(الف) تسہیل وجوہی : اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ دونوں قطعی متحرک ہوں تو انہیں خوب تحقیق سے پڑھا جائے گا۔ جیسے ءَ اَسْلَمْتُمْ - ءَ اَنْذَرْتَهُمْ - ءَ اَشْهَدُوْا مگر اس سے ایک کلمہ مشتق ہے۔ ءَ اَعْجَمٰی (سورہ حم سجدہ) اس میں روایت حفصؒ میں صرف تسہیل ہی تسہیل ہے۔ اسے تسہیل وجوہی کہتے ہیں۔

(ب) تسہیل جوازی : اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح ہو تو دوسرے ہمزہ میں تسہیل جائز ہے۔ اسے تسہیل جوازی کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں صرف چھ کلمات ایسے ہیں جن میں تسہیل جوازی ہوتی ہے۔ مثلاً ءَ اللّٰهُ - ءَ اللّٰہُ کَرِیْمٌ - ءَ اَلْفَن - ۴۸

۴۷ - ایک سورۃ یونس میں اور ایک سورۃ النمل میں

۴۸ - دو جگہ سورۃ الانعام

۴۹ - دو جگہ سورۃ یونس میں۔ مذکورہ چھ کلمات میں تسہیل کی حالت میں مد نہ ہوگا۔ ابدال کی

صورت میں مد فرعی ہوگا۔ جس کا بیان آئندہ آ رہا ہے۔

(۳) ابدال : ہمزہ ساکنہ یا متحرکہ کو ما قبل کی حرکت کے مطابق حرف مدہ سے بدلنا ابدال کہلاتا ہے۔ جیسے اَللّٰهُ اصل میں اَلَّ اللّٰهُ تھا۔ اٰمَنُوْا اصل میں اءِ اَمَنُوْا تھا۔

ابدال کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(الف) ابدال وجوئی (ب) ابدال جوازی

(الف) ابدال وجوئی :

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ متحرک اور دوسرا ہمزہ ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کا ما قبل کی حرکت کے مطابق حرف مدہ سے ابدال ہوگا۔ اسے ابدال وجوئی کہتے ہیں۔ مثلاً اٰمَنُوْا، اٰیْمَانُ کہ اصل میں اءِ اَمَنُوْا۔ اور اِءِ مَانُ تھا۔

ہمزہ ساکنہ منفردہ :

اگر ہمزہ ساکنہ منفردہ کلمہ کے شروع میں ہو تو اس کلمہ سے ابتدا کرنے کے لیے ہمزہ وصلی شروع میں لایا جائے گا۔ اور اس ہمزہ ساکنہ کا ما قبل کی حرکت کے مطابق حروف مدہ سے ابدال بھی ہوگا۔ جیسے فِی السَّمٰوٰتِ ط اِیْتُوْنِیْ کہ وصلِ فِی السَّمٰوٰتِ اِءِ تُوْنِیْ ہوگا۔ اس قسم کا ابدال صرف ہمزہ ساکنہ منفردہ والے کلمات میں ابتدا کے وقت ہی ہوتا ہے۔ وصلِ ابدال نہیں ہوگا۔ اور ہمزہ وصلی بھی وسط کلام میں حذف ہو جائے گا اسے بھی ابدال وجوئی کہتے ہیں۔

(ب) ابدال جوازی :

اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو دوسرے ہمزہ کا الف سے ابدال جائز ہے۔ اس لیے اسے ابدال جوازی کہتے ہیں۔

اہدال جوازی صرف چھ قرآنی کلمات میں ہوا ہے :

اَللّٰهُ، اَلَّذِکْرٰیْنِ - اَلْاَلْنِ

(۴) حذف : اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو اگر پڑھنا حذف کہلاتا ہے۔ پورے قرآن مجید میں اس مذکورہ قاعدہ کے چھ کلمات ہیں۔ جن میں حذف کا قاعدہ پایا گیا ہے۔ جیسے

(۱) اِسْتَكْبَرَتْ (ص) اِسْتَكْبَرَتْ اصل میں اِسْتَكْبَرَتْ ہے۔

(۲) اِفْتَرٰی (سب) اِفْتَرٰی اصل میں اِفْتَرٰی ہے۔

(۳) اَتَّخَذْنَهُمْ (ص) اَتَّخَذْنَهُمْ اصل میں اَتَّخَذْنَهُمْ ہے۔

(۴) اَطَّلَعَ (مریم) اَطَّلَعَ اصل میں اَطَّلَعَ ہے۔

(۵) اَصْطَفٰی (صافات) اَصْطَفٰی اصل میں اَصْطَفٰی ہے۔

(۶) اَسْتَغْفَرَتْ (منافقون) اَسْتَغْفَرَتْ اصل میں اَسْتَغْفَرَتْ ہے۔

کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف

(۱) اسم : اس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) اسمائے مصادر (ب) اسمائے غیر مصادر

(الف) اسمائے مصادر : مصدر وہ اسم ہوتا ہے جس سے افعال اور اسمائے

مشتمل نکلیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمے کے آخر میں نا آتا ہے۔

جیسے اِنْتِقَامٌ، اِبْتِغَاءٌ، اِفْتِرَاءٌ

ان کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔ علاوہ باب افعال کے۔

(ب) اسمائے غیر مصادر : وہ اسماء جو مصدر نہ ہوں ان کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔ یہ اسماء کل دس ہیں۔ مگر قرآن مجید میں صرف سات ہیں۔ رَابِنٌ، رَابِنَتٌ، رَامِرٌ، رَامِرَةٌ، رَاسِمٌ، رَاسِمَتٌ، رَاسِمَتَانِ۔

(۲) فعل : فعل کا ہمزہ وصلی مکسور یا مضموم ہوتا ہے اور ہمزہ قطعی مفتوح ہوتا ہے کہ :

(الف) اگر فعل کے تیسرے حرف پر کسرہ، فتح یا ضمہ عارضی ہو تو فعل کا ابتدائی ہمزہ ہمیشہ وصلی مکسور ہوتا ہے۔ مثلاً اَضْرَبَ - اَقْرَأَ - اَتَّقُوا - اَصْبِرُوا وغیرہم (ب) اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہو تو فعل کا ابتدائی ہمزہ وصلی مضموم ہوگا۔ مثلاً اَقْتُلُوا - اَخْرَجُوا - اَدْخُلُوا - اُكْتُبُوا وغیرہم

(ج) باب افعال کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔ اور اسی طرح مضارع واحد متکلم کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسے اَنْصَرُ - اَضْرِبُ - اَعْلَمُ - اُكْرِمُ - اَرْسَلُ وغیرہم (۳) حرف : لام تعریف کے سوا تمام حروف کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔ مثلاً اَوْ - اَمْ - اِنَّ - اَنَّ - اَلَا وغیرہم۔

لام تعریف کا ہمزہ ہمیشہ وصلی مفتوح ہوتا ہے جیسے اَلنَّصِيْر اور اَلْحَدِيْث وغیرہ۔

همزة الأعلام :

قرآن مجید میں عجمی غیر عربی اسماء ذکر کیے گئے ہیں۔ ان کا شروع والا ہمزہ همزة الأعلام کہلاتا ہے۔ اور وہ ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور وسط کلام میں حذف نہیں ہوتا۔ جیسے اِبْرَاهِيْمُ - اِسْمَاعِيْلُ - اِسْحٰقُ - اِدْرِيسُ - اِلْيَاسُ - اِنْجِيْلُ - اِسْرَآئِيْلُ - اِبْلِيسُ۔

مد کے بیان میں

مد کے لغوی معنی کھینچنا اور دراز کرنا کے ہیں۔

مد کی تعریف :

”اَطَالَةُ الصَّوْتِ عَلَى حَرْفِ الْمَدِّ“ یعنی حروف مدہ پر آواز کا دراز کرنا۔

مد کی دو قسمیں ہیں :

(۱) مد اصلی (۲) مد فرعی

(۱) مد اصلی : حروف مدہ کو ان کی ذاتی مقدار کے مطابق کھینچنا اور وہ کسی

سبب پر موقوف نہ ہو۔ جیسے :

قَالَ - رَقِيلٌ - قَوْلُوا - وغیرہم۔

(۲) مد فرعی : حروف مدہ کو ان کی ذاتی مقدار سے بڑھا کر کھینچنا اور وہ کسی سبب پر موقوف ہو۔ جیسے :

قَالُوا أَمَنَّا شَاءَ يَعْلَمُونَ دَابَّةٌ وغیرہم۔

حروف مدہ اور حروف لین کو محل مد کہتے ہیں۔ اور ہمزہ سکون اور تشدید کو سبب مد کہتے ہیں۔

مد فرعی کی اقسام : مد فرعی کی چار اقسام ہیں۔

(۱) مد واجب (۲) مد جائز (۳) مد لازم (۴) مد عارض

(۱) مد واجب : حروف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو۔ جیسے :

سَاءَ - مِنَ السَّمَاءِ - مَاءَ - سُوءٌ - يَسْئُ - وغیرہم۔

اسے مد واجب اور مد متصل کہتے ہیں۔ اس کی مقدار تو وسط ہے۔

(۲) مد جائز : حروف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو۔ مثلاً وَمَا أَمْرُوا - بَلَى إِنْ - إِنِّي أَعْلَمُ - رَبَّنَا أَمَّا - وغیرہم۔

اسے مد جائز اور مد منفصل بھی کہتے ہیں۔ اس کی مقدار بھی توسط ہے۔

(۳) مد لازم : مد لازم کی پانچ قسمیں ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) مد لازم حرفی مخفف : حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات ۵۰۰ میں سکون ہو۔ مثلاً :

حَمَّ، قَا، صَا، نَا وغیرہم۔ اس کی مقدار طول ہے۔

(ب) مد لازم حرفی مقل : حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں تشدید ہو مثلاً :

الْمَ، الْمَرَّ، وغیرہم۔ میں حرف لام پر مد اس کی مقدار طول ہے۔

(ج) مد لازم کلمی مخفف : حروف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون اصلی ہو جیسے :

الْثَّنْ اس کی مقدار بھی طول ہے۔

(د) مد لازم کلمی مقل : حرف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں تشدید ہو جیسے :

ضَالِّينَ، تَضَاهَ، اَتَجَاوَزُنِي، تَأْمُرُونِي، دَابَّةِ اس کی مقدار بھی طول ہے۔

(ر) مد لازم لین : حرف لین کے بعد حروف مقطعات میں سکون ہو۔ جیسے :

حَمَّ عَسَقَ (شوری) کَهْلِعَصَّ (مریم) میں حرف عین پر جو مد ہے اس کی

مقدار طول ہے۔

(۴) مد عارض : اس کی دو قسمیں ہیں۔

۵۰۰ قرآن کریم کی انتیس سورتوں کے شروع میں جو حروف تنجی الگ الگ پڑھتے جاتے ہیں۔ انہیں حروف مقطعات کہتے ہیں۔ یہ حروف کل چودہ ہیں۔ ان کا مجموعہ یہ ہے : مَنْ قَطَعَكَ صَلَهِ مُسَجِّرًا يَنْقُصْ عَسَلَكُمْ حَتَّى طَاهِرٌ ہے۔

(الف) مد عارض لین : حرف لین کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون عارضی ہو۔ جیسے خوف۔ صیف اس کی مقدار طول، توسط اور قصر ہے۔ مگر قصر اولیٰ ہے۔
 (ب) مد عارض وقفی : حرف مدہ کے بعد کلمہ قرآنی میں سکون عارضی ہو۔
 جیسے : تَعْلَمُونَ - تُكْذِبَان - الْمُسْلِمِينَ - رَحِيمٌ - مُقِيمٌ - الْيَقِينَ -
 اس کی مقدار بھی طول ۵۱، توسط اور قصر ہے۔ لیکن طول اولیٰ ہے۔

اجتماع ساکنین کے بیان میں

اجتماع ساکنین کا معنی دو ساکنوں کا اکٹھا ہونا۔

تعریف : دو ساکنوں کا ایک یا دو کلموں میں جمع ہونا اجتماع ساکنین کہلاتا ہے۔
 مثلاً :

ءِ الْنُّ، يَعْلَمُونَ، لَيْلَةِ الْقَدْرِ، قَالُوا النَّ، يَسِّر

اس کی دو قسمیں ہیں :

(۱) اجتماع ساکنین علی حدہ

(۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ

(۱) اجتماع ساکنین علی حدہ : دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ ہو۔ علی حدہ کے معنی ہے کہ وہ اپنے حال پر برقرار رہیں۔ ان میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ ءِ الْنُّ - دَابَّةٌ - يَكْذِبُونَ - تُرْجَعُونَ - الْعَلَمِينَ - عَلِيمٌ -
 الْغَفُورُ الرَّحِيمُ - صَدِيقِينَ - مُعْرِضُونَ - يَعْمَهُونَ - نَ - صَ - قَ وغیرہم۔

۵۱۔ طول کی مقدار تین الف اور توسط کی مقدار دو الف اور دوسرے قول پر طول کی مقدار پانچ الف اور توسط کی مقدار تین الف ہے۔ اور یہ مقدار مد اصلی کے علاوہ ہے۔ اور قصر کی مقدار دونوں قولوں میں ایک الف ہی ہے۔

(۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ : دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مد نہ ہو۔

إِذَا يَسِرُّ - مِنْ كُلِّ أَمْرٍ - عَشِيرٍ - الْفَجْرِ - الْعُسْرِ - حَجَرٍ اور یہ صرف وقف میں ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں تغیر کی ضرورت نہیں۔

دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہو کہ دونوں اپنے حال پر برقرار نہ رہیں اور ان میں تغیر و تبدل کیا جائے۔ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ - إِمَّا ارْتَبُوا - عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ - مِنَ الَّذِينَ قَالُوا وَغَيْرِهِمْ۔
اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) حذف کرنا (۲) ضمہ دینا (۳) فتح دینا (۴) کسرہ دینا

(۱) حذف کرنا : جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو اس پہلے ساکن کو گرا کر پڑھیں گے۔ مثلاً وَقَالَا الْحَمْدُ - قَالُوا النَّ - ذَاقَا الشَّجَرَةَ - فِي الْأَرْضِ - وَاسْتَبَقَا الْهَابَ - جَابُوا الصَّخْرَ - وَإِذَا الْكُورَاكِبُ - وَقَالُوا الْحَمْدُ - فَذُوقُوا الْعَذَابَ وَغَيْرِہ

توضیح : وَقَالَا الْحَمْدُ : یہ اصل میں وَقَالَا الْحَمْدُ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ پھر قَالَا کے الف اور الْحَمْدُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ پہلا ساکن قاعدہ کے موافق گرا دیا گیا۔ تو وَقَالَا الْحَمْدُ بن گیا۔ اور اسی طرح باقی مثالوں کو بھی سمجھ لیں۔

(۲) ضمہ دینا : اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن میم جمع یا واو لین جمع ہو تو اس پہلے ساکن کو ضمہ دے کر پڑھیں گے۔ مثلاً عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ - وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ - عَلَيْهِمُ الدِّلَّةُ - مِنْهُمْ الْقِرْدَةُ - وَلِيَكُمْ اللَّهُ۔

اَتَوْا الزَّكُوَّةَ - عَصَوْا الرَّسُولَ وغیرہ۔

توضیح : اَتَوْا الزَّكُوَّةَ : یہ اصل میں اَتَوْا الزَّكُوَّةَ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ اَتَوْا کی واؤ اور الزَّكُوَّةَ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو اَتَوْا الزَّكُوَّةَ بن گیا۔

توضیح : عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ : یہ اصل میں عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہوا۔ عَلَيْهِمُ کی میم اور الْقِتَالُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو ضمہ دیا گیا تو عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ بن گیا۔ اس پر باقی مثالوں کو قیاس کر لیں۔

(۳) فتحہ دینا : جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن من حرف جر کا نون اور الم کی میم ہو تو پہلے ساکن کو فتحہ دے کر پڑھیں گے۔ مِّنَ الْعِلْمِ - اَلَمْ - اللّٰهُ - مِّنَ النَّاسِ - مِّنَ الَّذِينَ - مِّنَ الْمُعْصِرَاتِ - مِّنَ اللّٰهِ وغیرہم۔

توضیح : مِّنَ الْعِلْمِ : یہ اصل میں مِّنَ الْعِلْمِ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا۔ مِّنَ کے نون اور الْعِلْمِ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدے کے موافق پہلے ساکن کو فتحہ دیا گیا تو مِّنَ الْعِلْمِ بن گیا۔

توضیح : اَلَمْ - اللّٰهُ : یہ اصل میں اَلَمْ - اللّٰهُ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا۔ اَلَمْ کی میم اور اللہ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو فتحہ دیا گیا تو اَلَمْ اللّٰهُ بن گیا۔ اسی طرح باقی مثالوں کو سمجھ لیں۔

(۴) کسرہ دینا : اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن مِّنَ کے نون۔ اَلَمْ کی میم، میم جمع اور واؤ لین جمع کے علاوہ کوئی حرف غیر مدہ ہو تو

اس پہلے ساکن کو کسرہ دے کر پڑھیں گے۔

جیسے اَمَ اللّٰهُ الْوَاحِدَ - اِنْ اَصْنَعَ الْفَلْکَ - قَدِیْرُنَ الَّذِیْ - شَیْبَانَ السَّمَاءِ - لُمَزَّةٌ لِلَّذِیْ - یَوْمِنْدِ الْمُسْتَقَرِّ - قُلِ اللّٰهُمَّ - بَلِ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ - اِنْ اَضْرَبَ وَغِیْرہ۔

توضیح : اَمَ اللّٰهُ الْوَاحِدَ : یہ اصل میں اَمَ اللّٰهُ الْوَاحِدَ تھا ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا اَمَ کی میم اور لفظ اللّٰهُ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق ہے پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا تو اَمَ اللّٰهُ الْوَاحِدَ بن گیا۔

توضیح : قَدِیْرُنَ الَّذِیْ : یہ اصل میں قَدِیْرُ الَّذِیْ تھا۔ ہمزہ وصلی وسط کلام میں حذف ہو گیا۔ قَدِیْرُ کے نون تین اور الَّذِیْ کے لام کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا۔ قاعدہ کے موافق پہلے ساکن کو کسرہ دیا گیا تو قَدِیْرُنَ الَّذِیْ بن گیا۔ اسی طرح باقی مثالیں بھی ہیں۔

ہائے ضمیر کا بیان

ہاء کی دو قسمیں ہیں : (۱) ہائے اصلیہ (۲) ہائے زائدہ

(۱) ہائے اصلیہ :

ہائے اصلیہ اس ہاء کو کہتے ہیں۔ جو نفس کلمہ کی ہاء ہو۔ یعنی کلمہ کا جز ہو۔ اگر اسے کلمہ سے جدا کر دیا جائے تو معنی خراب ہو جائے۔ جیسے : نَفَقَهُ کَثِیْرًا - فَوَاکِهَ کَثِیْرًا - لَیْنٌ لَّمْ تَنْتَهَ - لَیْنٌ لَّمْ یَنْتَهَ - غَیْرُ مُتَشَابِهٍ - وَآنَهَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور لفظ اللّٰهُ کی ہاء۔ مذکورہ تمام ہاء آت اصلیہ ہیں۔

(۲) ہائے زائدہ : ہائے زائدہ اس ہاء کو کہتے ہیں جو نفس کلمہ کی نہ ہو۔

ہائے زائدہ کی تین قسمیں ہیں۔

(الف) ہائے ضمیر (ب) ہائے سکتہ (ج) ہائے مدورہ

(الف) ہائے ضمیر : کلمہ کے آخر میں مثل کاف کے جو ہاء لاحق ہوتی ہے اسے ہائے ضمیر کہتے ہیں۔ ہائے ضمیر مکسور ہوتی ہے یا مضموم۔

ہائے ضمیر مکسور : ہائے ضمیر سے ما قبل اگر کسرہ ہو یا یائے ساکن ہو تو ہائے ضمیر مکسورہ ہوگی۔ مثلاً عَلِيْهِ - بِهٖ اللّٰهُ - اِلَيْهِ - لَا يَبِيْه - مگر اس قاعدہ سے چار کلمات مستثنیٰ ہیں۔

(۱) وَمَا اَنْسَايْنِيْہُ ۵۲ (سورۃ الکہف) (۲) عَلِيْہُ اللّٰہُ (سورۃ الفتح)
(۲) اَرْجِہُ ۵۳ (سورۃ الاعراف، سورۃ الشعراء) (۳) فَالْقَہُ (سورۃ النمل)
نوٹ : دو جگہ مضموم اور دو جگہ ساکن ہے۔

ہائے ضمیر مضموم : ہائے ضمیر سے ما قبل اگر فتح ضمہ یا یائے ساکنہ کے علاوہ کوئی اور حرف ساکن ہو تو ہائے ضمیر مضموم ہوگی۔ مثلاً لَهُ الْخَلْقُ، اِسْمُهُ الْمَسِيْحُ، اِنِّیْ لَكُمْ مِنْہُ، تَبَدُّوْہُ، تُخَفُّوْہُ، اِخَاہُ، نَادَيْنَاہُ مگر اس قاعدہ سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ وَیَتَّقِہُ۔ (سورۃ النور)

۵۲۔ وَمَا اَنْسَايْنِيْہُ عَلِيْہُ اللّٰہُ ان دونوں کلموں میں ہائے ضمیر قاعدہ کے موافق مکسور ہونا چاہیے تھی لیکن ہائے ضمیر میں ضمہ اصل ہے۔ یہاں اصل کی اتباع کرتے ہوئے ضمہ ہی پڑھا گیا ہے۔

۵۳۔ اَرْجِہُ فَالْقَہُ یہ کلمے اصل میں اَرْجِیْ فَالْقِیْ ہیں۔ اور یہ دونوں امر کے صیغے ہیں اگر امر کا آخر حرف علت ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ یہاں یا کو حذف کر کے اس کے قائم مقام ہا کو کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل میں حرف علت ساکن تھے۔

۵۴۔ وَیَتَّقِہُ یہ اصل میں وَیَتَّقِیْہُ تھا۔ اور ما قبل مَنْ کی وجہ سے یاء حذف ہوئی۔ یہاں بھی اصل کے مطابق باء مکسور پڑھی جا رہی ہے اور حفص نے قاف کو ساکن پڑھا ہے تو وَیَتَّقِہُ ہو گیا۔

صلہ کا بیان

صلہ کا معنی کھینچنے کے ہیں۔

صلہ کی تعریف :

ہائے ضمیر کو اس طرح کھینچنا کہ اس کے کھینچنے سے واؤ یا یاء مدہ پیدا ہو۔ ہائے ضمیر اگر قاعدہ کے موافق مضموم ہوگی تو صلہ کرنے سے واؤ مدہ پیدا ہوگی اور ہائے ضمیر اگر مکسور ہوگی تو پھر یائے مدہ پیدا ہوگی جیسے لُہ۔ یہ۔

صلہ کا قاعدہ :

ہائے ضمیر کا ما قبل اور ما بعد دونوں متحرک ہوں تو ہائے ضمیر میں صلہ ہوگا۔ جیسے
قَوْلُهُ الْقَهَا۔ اِلَى مَرِيْمَ۔ اَمْ بِهٖ جَنَّةٌ۔ مَا لَهُ وَمَا كَسَبَ۔ مگر اس سے ایک
کلمہ مستثنیٰ ہے۔ يَرْضٰهُ لَكُمْ۔ ۵۵ (سورۃ الزمر) اس میں صلہ نہ ہوگا۔

عدم صلہ کا قاعدہ :

ہائے ضمیر کے ما قبل یا ما بعد اگر کوئی حرف ساکن ہو یا ما بعد مشدد ہو تو ہائے ضمیر
میں صلہ نہیں ہوگا۔ جیسے : مِنْهُ۔ لَهُ الدِّينَ۔ لَهُ الْمُلْكُ۔ مِنْهُ اَيْتٌ وغیرہ۔
مگر اس قاعدے سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ ۵۶ فِيْهِمْ مُّهَانَا (سورۃ الفرقان)

(۲) ہائے سکتہ :

کلمہ کی آخری حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے جو ہاء لائی جاتی ہے۔ اسے ہائے

- ۵۵۔ يَرْضٰهُ لَكُمْ میں صلہ نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں يَرْضٰهُ ہے۔ شرط کی وجہ سے الف حذف کر دیا گیا ہے۔ اصل کا اعتبار کرتے ہوئے صلہ نہیں کیا گیا۔
- ۵۶۔ فِيْهِمْ مُّهَانَا اس میں قاعدہ کے موافق اشباع نہیں ہونا چاہیے تھا مگر یہاں جُمْعًا لِّیِّنٍ اللّٰغَتِیْنِ صلہ کیا گیا ہے۔

سکتے کہتے ہیں۔ ہائے سکتہ و قفا و صلا ساکن ہوتی ہے۔ اور یہ قرآن میں نو مقام پر ہیں۔
 (۱) لَمْ يَتَسَنَّه (البقرہ) (۲) فَبَهْدًا هُمْ أَقْتَدَهُ (الانعام) (۳) كِتَابِيَه (دو جگہ)
 الحاقۃ میں (۴-۵) سُلْطَانِيَه (الحاقۃ) (۶) مَالِيَه (الحاقۃ) (۷) مَاهِيَه
 (الحاقۃ) (۸-۹) حِسَابِيَه (دو جگہ سورۃ الحاقۃ)

ہائے مدورہ :

تانیث کی وہ تائے مدورہ جو وقف میں ہائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے جیسے : جَنَّةٌ
 سے جَنَّةٌ۔ اِيَّةٌ سے اِيَّةٌ۔

اس ۷۷ پر روم اور اشمام جائز نہیں ہے۔

وقف کا بیان

وقف کے لغوی معنی ٹھہرنے اور رُکنے کے ہیں۔

وقف کی تعریف :

کلمہ غیر موصول کے آخر میں سانس توڑ کر ٹھہرنا۔

وقف کی اقسام :

باب الوقف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(الف) وقف بلحاظ موقوف علیہ

(ب) وقف بلحاظ معنی۔

۷۷ ہائے ضمیر پر روم اور اشمام کے بارہ میں قراء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک روم اور
 اشمام ہر حالت میں جائز ہے اور بعض کے نزدیک جس وقت ہائے ضمیر کے ماقبل واؤ مدہ
 اور یائے مدہ نہ ہو یا ضمہ اور کسر نہ ہو تو اس وقت وقف بالروم اور وقف بالا اشمام جائز ہے
 باقی صورتوں میں روم اور اشمام جائز نہیں ہے۔

وقف کی اقسام بلحاظ موقوف علیہ

بلحاظ موقوف علیہ کے وقف کی چار اقسام ہیں۔

- (۱) وقف بالاسکان (۲) وقف بالاروم
(۳) وقف بالاشام (۴) وقف بالابدال

(۱) وقف بالاسکان :

موقوف علیہ اگر متحرک ہے تو اس کو ساکن کر کے وقف کرنے کو وقف بالاسکان کہتے ہیں۔ یہ تینوں حرکتوں زیر، دوزیر، زیر، پیش اور دو پیش پر ہوتا ہے۔ جیسے :
يَعْلَمُونَ ۝ مَخْتُومٌ ۝ كَرِيمٌ ۝ وغیرہم۔

(۲) وقف بالاروم :

موقوف علیہ کی حرکت کے تمام حصہ پڑھنے کو وقف بالاروم کہتے ہیں۔ یہ صرف دو حرکتوں زیر، دوزیر، پیش اور دو پیش پر ہوتا ہے جیسے : رَلِيْعَبْدُوْنِ ۝ شَكُوْرٌ ۝ وغیرہم۔

تنبیہ :

وقف بالاروم صرف حرکت اصلی پر ہوتا ہے عارضی پر نہیں ہوتا۔ جیسے : اَنْذِرِ النَّاسِ میں اَنْذِرِ پر وقف بالاروم نہیں ہوگا کیونکہ اَنْذِرِ کی راء عارضی طور پر مکسور ہوئی ہے۔

(۳) وقف بالاشام :

موقوف علیہ کو ساکن کر کے ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنے کو وقف بالاشام کہتے ہیں۔ یہ پیش یا دو پیش پر ہوتا ہے۔ جیسے : نَسْتَعِيْنُ۔ غَفُوْرٌ پر وقفاً ہونٹوں کو گول کر کے ضمہ کی طرف اشارہ کریں گے۔

تعبیر التجویب

نوٹ : وقف بالاروم اور وقف بالاشام کی ادائیگی ماہر استاد مجود کے سکھانے ہی سے آسکتی ہے۔ بغیر استاد کے ادائیگی پر قادر ہونا ممکن نہیں۔

تنبیہ :

روم کی طرح اشام بھی حرکت عارضی پر نہیں ہوتا جیسے : عَصُو الرِّسُولِ میں عَصُو پر وقف کریں تو واؤ پر اشام نہیں کریں گے۔

(۴) وقف بالابدال :

موقوف علیہ اگر تائے مدورہ مربوطہ یا دوزبر کی تنوین ہے تو گول تاء کو کھائے ساکنے سے اور دوزبر کی تنوین کو الف مدہ سے بدلیں گے۔ اسے وقف بالابدال کہتے ہیں۔ مثلاً خَلِيفَةُ سے خَلِيفَةُ - نِسَاءً سے نِسَاءً ۱ وغیرہ۔

(ب) وقف کی اقسام لمحاظ معنی :

لمحاظ معنی وقف کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) وقف تام (۲) وقف کافی

(۳) وقف حسن (۴) وقف قبیح

(۱) وقف تام :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے کوئی لفظی یا معنوی تعلق نہیں ہے تو اسے وقف تام کہتے ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرہ کے ابتدائی الْمُفْلِحُونَ پر وقف کرنا وقف تام ہے کیونکہ یہاں مومنوں کا بیان ختم ہو گیا ہے اور اگلی آیت سے کافروں کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

(۲) وقف کافی :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے معنوی تعلق ہو اور لفظی تعلق نہ ہو تو اسے وقف کافی کہتے ہیں۔ مثلاً یَنْفِقُونَ ۵ اور یُوقِنُونَ ۵ پر وقف کرنا وقف کافی ہے کیونکہ ابھی یَنْفِقُونَ کے بعد مومنوں کا بیان جاری ہے۔ وقف تام اور وقف کافی کا حکم یہ ہے کہ

مابعد سے ابتدا کی جائے۔

(۳) وقف حسن :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے تعلق لفظی و معنوی دونوں ہوں اور وقف کرنے سے معنی مراد الہی کے خلاف نہ ہوتے ہوں تو اسے وقف حسن کہتے ہیں۔ مثلاً الْحَمْدُ لِلّٰہِ پروقف کرنا وقف حسن ہے۔

(۴) وقف قبیح :

موقوف علیہ کا اگر مابعد سے لفظی و معنوی دونوں تعلق ہوں اور وقف کرنے سے معنی مراد الہی کے خلاف ہوتے ہوں تو ایسے وقف کو وقف قبیح کہتے ہیں۔ جیسے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ یَا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا لَا تَقْرُبُوْا الصَّلٰوةَ مِیْنَ کَیْفَ اور الصَّلٰوةَ پروقف کرنا وقف قبیح کہلاتا ہے۔ ان دونوں وقفوں یعنی وقف حسن اور وقف قبیح ۵۸ کا حکم یہ ہے کہ ماقبل سے اعادہ کر کے پڑھیں گے۔

۵۸۔ وقف قبیح سے معنی غیر مراد لازم آتا ہے اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے طلباء کی آسانی کے لیے چند مثالیں لکھی جاتی ہیں :

پروقف	مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِیُّ وَمَنْ یَّضِلّْ (سورة الاعراف)
پروقف	فَاِنْ اَسْلَمُوْۤا فَقَدْ هَتَمُوْۤا وَاِنْ تَوَلَّوْۤا (سورة آل عمران)
پروقف	لَیْنِ شَکَرْتُمْ لَا زَیْدَ نَکُمْ وَلَیْنِ کُفَرْتُمْ (سورة ابراہیم)
پروقف	اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفَجَّارَ (سورة الانفطار)
پروقف	وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ (سورة الذریت)
پروقف	فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰهُ (سورة البقرة)
پروقف	لَا تَقْرُبُوْا الصَّلٰوةَ وَغَیْرَہ (سورة النساء)
	معنی پر غور کرنے سے مذکورہ امثلہ سمجھ میں آسکتی ہیں۔

نوٹ : وقف حسن اگر آیت پر ہے تو مابعد سے ابتداء کریں گے۔ اگر آیت کے درمیان میں ہے جہاں کوئی معتبر وقف کی علامت نہ ہو تو ماقبل سے اعادہ ہوگا۔

وقف کے متعلق دیگر ضروری معلومات

وقف کی اقسام جاننے کے بعد اب قرآن مجید میں اس کے مطابق وقف کیا جائے۔
ورنہ درج ذیل علامات کا خیال کیا جائے۔

(۱) جہاں گول آیت کا نشان ○ ہے یا وقف کے نشانات مثلاً ط، م اور ج ہیں۔
صرف وہاں ہی وقف کریں۔ اس وقف میں اعادہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے بلکہ آگے سے ابتدا کی جائے۔

(۲) اگر آیت کے درمیان غیر مناسب جگہ پر وقف ہو جائے تو ماقبل سے اعادہ ضروری ہے۔

(۳) جس جگہ وقف کیا جائے وہاں آواز اور سانس کا توڑ نا ضروری ہے۔ وقف کرتے وقت آواز روکنا اور سانس نہ لینا عیب ہے اس سے بچنا چاہیے۔

(۴) وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے۔ جس جگہ کلمہ جس طرح لکھا ہے۔ وہاں ایسے ہی وقف کرنا چاہیے۔ مثلاً ”أَنَا“ کا الف وصلاً نہیں پڑھا جاتا مگر وقفاً الف پڑھا جائے گا۔ اسی طرح مندرجہ ذیل قرآنی کلمات بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

سورة الکہف	لَکِنَّا	سورة الاحزاب	الْبَظُنُّونَا
جہاں بھی آئے	أَنَا	سورة الاحزاب	الرَّسُولَا
سورة الدھر	سَلَا سِلَا	سورة الاحزاب	السَّيِّلَا
		سورة الدھر	قَوَارِيرَا (پہلا)

نوٹ : سَلَا سِلَا میں وقفاً دو طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ سَلَا سِلَا یعنی الف

کے اثبات سے پڑھنا اور سَلَا سَلَّ یعنی الف کے حذف سے پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔

تنبیہ : مندرجہ ذیل کلمات میں جو الف لکھا ہوا ہے۔ وہ متکلم کی ضمیر کا نہیں ہو تا بلکہ نفس کلمہ کا ہے۔ ان کلمات کے اَنَا کا الف ہمیشہ اور ہر حال میں پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً :

سورة الفرقان	وَ اَنَا بُوَا	سورة الدهر
سورة آل عمران	جَاءَنَا	سورة الملك
سورة آل عمران	وغیره	
اَنَا يَسَى		
اَلَا نَامِلُ		
مَنْ اَنَابُ		

(۵) جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے۔ اس قاعدہ سے مندرجہ ذیل قرآنی کلمات مستثنیٰ ہیں۔ ان کلمات میں الف کی حال میں نہیں پڑھا جاتا۔

سورة البقرة	رَلِيْلُوَا	سورة محمد
سورة المائدة	نَبَلُوَا	سورة محمد
سورة الرعد	ثَمُوْدَا	سورة هود الفرقان
سورة الكهف	قَوَا رِيْرَا (دوسرا)	سورة الدهر
سورة الروم		
اَوْ يَعْصُوَا		
اَنْ تَبُوَا		
لِتَسْلُوَا		
لَنْ نَدْعُوَا		
رَلِيْرَبُوَا		

(۶) جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے تو بعض کلمات قرآنی ایسے بھی ہیں۔ جن کے بعض حروف محذوف ہوتے ہیں۔ ان کلمات کے حذف شدہ حروف کو وقتاً و صللاً محذوف پڑھتے ہیں۔ مثلاً ”وَاَيَّايْ فَاتَّقُوْنَ“ کہ اصل میں فَاتَّقُوْنِي تھا۔ اسی طرح يُؤْتِ اللّٰهُ، وَ اَخْشَوْنِ،

تعبیر التجوید

فَارْهَبُونِ، نَجِّ الْمُؤْمِنِينَ، إِذَا يَسَّرَ اور فَمَا اتَّيَّ اللَّهُ فِي میں بھی وقف رسم کے تابع ہوگا۔ فَمَا اتَّيَّ فِي میں چونکہ یائے مفتوحہ ہے۔ اس لیے اس کلمہ میں حفص کے نزدیک یاء کا حذف اور اثبات دونوں طرح ثابت ہیں۔

تنبیہ :

قرآن مجید میں بعض جگہ نون تنوین رسماً لکھا ہوا ہے۔ اس لیے وقفایہ نون تنوین بدستور ثابت رہے گا۔ مثلاً وَكَأَيِّنْ کہ اصل میں وَكَأَيِّ ہے۔
(۷) قرآن مجید میں بعض جگہ سکتہ ہے۔ سکتہ کا مطلب ہے کہ آواز بند کر کے بلا سانس توڑے تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرنا۔ اور یہ سکتہ قرآن مجید میں کل چار جگہ آیا ہے۔ گودوسی روایات میں بئثرت آیا ہے۔

سورۃ القیامہ سورۃ المطففین	مَنْ سَكْتَهُ رَاقٍ ○ بَلْ سَكْتَهُ رَانَ ○	سورۃ الکہف سورۃ یٰسین	عَوَجًا سَكْتَهُ قِسْمًا مِنْ مَرَقِدِنَا سَكْتَهُ هَذَا
-------------------------------	--	--------------------------	---

بَلْ رَانَ اور مَنْ رَاقٍ میں گوا دغام بھی جائز ہے۔ مگر سکتہ کیا جاتا ہے۔ جب سکتہ کیا جائے گا تو ادغام نہیں ہوگا اور اگر ادغام کیا جائے گا تو سکتہ نہیں ہوگا۔ اس کو سکتہ معنوی کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں بعض کلمات ایسے ہیں جن میں الف مرسوم ہوتا ہے مگر پڑھا نہیں

جاتا۔ مثلاً :

سورۃ الصفات سورۃ الحشر سورۃ آل عمران سورۃ الانعام	لَا إِلَى الْجَحِيمِ لَا أَنْتُمْ أَشَدُّ أَفَاتِنَ مَمَاتَ نَبَايَ	سورۃ آل عمران سورۃ التوبہ سورۃ النمل سورۃ البقرہ سورۃ الکہف	لَا إِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ وَلَا أَوْضَعُوا أَوْ لَا أَذْبَحْنَهُ مَلَايَه لِشَايَ
--	--	---	---

قرآن مجید میں چار کلمات ایسے ہیں جو صا د سے لکھے ہوئے ہیں مگر صا د پر چھوٹا سا سین بھی لکھا ہوتا ہے۔ مثلاً:

سورۃ البقرہ	أَمْ هُمُ الْمُضْطَرُونَ	سورۃ الطور
سورۃ الاعراف	بِمُضْطَرٍ	سورۃ الغاشیہ

ان کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے دو کلمات میں خالص سین تیسرے میں سین یا صا د اور چوتھے میں صرف صا د پڑھو۔

سورۃ یوسف میں وَلَيَكُونَا مِنَ الصَّغِيرِينَ اور سورۃ اعلق میں لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ آ رہا ہے جب وَلَيَكُونَا اور لَنَسْفَعًا پر وقف کرو تو قاعدہ کے موافق دو زبر کی تنوین کو الف سے بدل دو۔ کیونکہ یہ تنوین اصل میں نون ساکنہ ہے۔ وقف رسم کے اعتبار سے ہوگا۔ اصل کے اعتبار سے نہیں۔

سیدنا حفصؓ کی سند

ابو عمر و حفصؓ بن سلیمان کو فی نے امام ابو بکر عاصم بن ابی النجودؓ سے قراءۃ حاصل کی۔ امام عاصم کو فی تابعیؓ نے ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمیؓ (نایینا) اور ابو مریم زربن حیش بن حباشہ اسدیؓ اور ابو عمر و سعد بن الیاس شیبانی کو فی سے قراءۃ حاصل کی۔ مذکورہ تینوں حضرات کبار تابعین میں سے ہیں۔

ان تینوں حضرات نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت حارث بن حسانؓ سے قراءۃ حاصل کی۔

ان تمام حضراتؓ نے حضرت محمد ﷺ سے قراءات کو حاصل کیا۔ احقر تا سیدنا حفصؓ

کی سند آگے بیان ہوگی روایت حفصؓ کے اکثر اور ضروری قواعد اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔ باقی علم القراءۃ ۵۹۷ و علم رسم الخط ۶۰۷ و علم اوقاف پر ان شاء اللہ مستقل کتب لکھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ اور اس کتاب کو احقر کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

العبد الضعیف

محمد ادریس العاصم عفی عنہ

۵۹۷ اس موضوع پر بللغ الشفع فی القراءات السبع اور احسن المقال فی القراءات الثلاث

چھپ چکی ہیں۔

۶۰۷ علم رسم الخط پر نفائس البیان فی رسم القرآن چھپ چکی ہے۔

معلومات قرآنیہ قرآن مجید کی تعریف

قرآن مجید وہ کلام معجز ہے جسے بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا جسے صحیفوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تر منقول ہے اور جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور جس کی حفاظت کا ذمہ خود ذات باری تعالیٰ نے لیا ہے۔

قرآن مجید کو متاخرین نے تیس دنوں کے موافق تیس پاروں میں تقسیم کیا ہے۔ قرآن مجید میں کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ قرآن کریم کی آیات کی تعداد میں علماء کوفہ، علماء شام، علماء بصرہ، علماء مکہ اور علماء مدینہ کا اختلاف ۶۱ ہے۔

پس جمہور کے نزدیک قرآن مجید کی بسم اللہ کے بغیر (6236) آیات ہیں اور بسم اللہ کے ساتھ (6349) آیات ہیں۔ قرآن کے کلمات (86430) ہیں اور حروف کے بارے میں بھی اختلاف ۶۲ ہے۔

پس حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک قرآن کے حروف (322670) ہیں۔ قرآن کے رکوع (558) ہیں۔

۶۱۔ اس اختلاف کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک گروہ بعض کو آیات قرآنی کہتا ہے اور دوسرا گروہ ان کو قرآن میں داخل نہیں کرتا۔ بلکہ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ جس گروہ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جس جگہ وقف کرنا پایا گیا انہوں نے اس کو ایک آیت شمار کیا اور جن علماء کے نزدیک دونوں جگہوں میں وقف کرنا ثابت نہ ہو بلکہ وصل ثابت ہو تو انہوں نے دونوں کو ایک آیت سمجھا۔

۶۲۔ اس اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ بعض علماء نے مشدّد حرف کو ایک حرف اور بعض نے دو حروف شمار کیے ہیں۔

مختلف اعتبار سے قرآن مجید کے نصف

(۱) حروف کے اعتبار سے قرآن مجید کا نصف سورۃ الکہف

میں کلمہ نُکْرًا کے نون پر ہوتا ہے۔

(۲) کلمات کے اعتبار سے نصف سورۃ الحج میں کلمہ الْجُلُودُ

کی دال پر ہوتا ہے۔

(۳) آیات کے اعتبار سے نصف سورۃ الشعراء میں يَا

فَكُونُ پر ہوتا ہے۔

(۴) اور سورتوں کے اعتبار سے سورۃ الحديد پر قرآن مجید کا

نصف ہوتا ہے۔

(۵) نیز رکوعات کے اعتبار سے قرآن کریم کا نصف سورۃ الحج

کے پانچویں رکوع پر ہوتا ہے۔

عیوب تلاوت

اسم	عریف	حکم
ترعید	مدات اور حرکات میں آواز کو ہلانا۔	مکروہ
تنفیش	حرکات کو پورا پورا ادا نہ کرنا۔	مکروہ
تغیل	حروف کو اس قدر جلدی جلدی پڑھنا کہ سمجھ نہ آئے۔	حرام
تطنین	ہر جگہ غنہ کرنا۔ اس کا دوسرا نام صر صرا ہے۔	حرام
تطویل	مدات اور حرکات میں آواز حد سے زیادہ کھینچنا۔	مکروہ
محمہ	کسی حرف کو مخفف پڑھنا۔	حرام
زمزمہ یا	قرآن کریم کو گا کر پڑھنا (تجوید کے ساتھ)	مکروہ
ترصیق	قرآن مجید کو گیت کے لہجے میں پڑھنا (بغیر تجوید کے)	حرام
تعویق	وسط کلام میں وقف کرنا اور بعد سے ابتدا کرنا۔	حرام
تمضیع	حروف کو چبا چبا کر پڑھنا۔	مکروہ

علامت وقوف

- o یہ گول دائرہ کی علامت ہے۔ اور بعض اس میں نقطہ بھی لکھتے ہیں۔ بعض لفظ پر ہی بس کرتے ہیں۔ یہاں ٹھہرنا چاہیے۔
- م یہ وقف لازم کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ ورنہ کلام کا معنی بدل جائے گا۔
- ط یہ وقف مطلق کے لیے اشارہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر ہے اس صورت میں جبکہ دوسرے جملہ سے ابتداء کرنا مقصود ہو۔
- ج یہ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں وقف کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔ چاہے کرے یا نہ کرے۔
- ز یہ ٹھہرنے کی علامت ہے۔ اگر ٹھہر جائے تو بھی جائز ہے۔
- ص یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہاں (ٹھہرنے یعنی) وقف کی رخصت ہے یعنی طول کلام کی وجہ سے یہاں ٹھہرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ یہاں وقف کرنا بہتر ہے۔ خلاف ز کے یہ علامات تو وہ ہیں جو متقدمین کے نزدیک مروج تھیں۔ مگر متاخرین نے چند اور علامات مقرر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:
- صلے یہ الوصل اولیٰ کی علامت ہے۔ یہاں ملا کے پڑھنا بہتر ہے۔
- ق یہ قیل کی علامت ہے۔ یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے۔ مگر یہاں بھی نہ ٹھہرنا بہتر ہے کیونکہ قیل ضعف وقف پر دال ہے۔
- صل یہ قد یوصل کی علامت ہے۔ یہاں وقف کرنا اولیٰ ہے۔
- مین یہ سکتہ کی علامت ہے۔ کہیں سکتہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ یہاں تھوڑا سا ٹھہرو اور سانس نہ توڑو۔

قلا لا رَقِيلَ لَا کی علامت ہے بعض نے یہاں نہ ٹھہرنا بہتر کہا ہے۔
 لا اگر کسی آیت پر نہیں ہے تو یہاں نہ ٹھہرنا چاہیے۔ یہ وقف لازم کے مقابل
 میں ہے کہ م پر وقف نہ کرنے سے معنی خراب ہوتے ہیں۔ اور لا پر وقف
 کرنے سے یہ وقف قبیح کی صورت ہے۔ اگر آیت کے اوپر ہے تو اس میں
 مجودین کا بڑا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں ٹھہرو۔ اور بعض کہتے ہیں نہ
 ٹھہرو۔ یہ مشورہ ہے۔

مع یہ معافہ کی علامت ہے کہ جہاں دو جگہ قریب قریب ہیں جن پر تین نقطے
 لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں میں دوسرے
 کو پہلے سے وہ ارتباط ہے جو اگلے لفظ کے ساتھ ہے پس خواہ پہلے لفظ پر وقف
 کرو۔ دوسرے کو تیسرے کے ساتھ ملا کر پڑھ دو۔ خواہ وقف نہ کرو۔ جیسا
 لَا رَيْبَ - فِيهِ - هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ میں لَا رَيْبَ اور فِيهِ میں معافہ
 ہے۔ خواہ لَا رَيْبَ پر وقف کرو۔ کیونکہ اس فِيهِ کو دونوں سے ربط ہے۔
 مراقبہ میں دو جگہ قریب قابل وقف ہوتے ہیں۔ اگر ایک پر وقف کرو تو
 دوسرے پر ہرگز نہ کرو۔

اللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فہرست

3	عرض مولف
5	تجوید کی بعض ضروری اصطلاحات
6	تجوید کی تعریف
6	واضعین فن
7	مراتب تلاوت
7	لحن
8	لحن کی اقسام و تعریف
9	لحن خفی
9	استعاذہ اور بسم اللہ کا بیان
10	خلاصہ کلام
12	دانتوں کا بیان
13	حروف کے مخارج کا بیان
14	اصل اول حلق
15	اصل ثانی لسان
18	اصل ثالث شفتان
18	اصل رابع جوف دھن
19	اصل خامس خیشوم
19	حروف کی صفات کا بیان
20	صفات لازمہ
23	صفات لازمہ غیر متضادہ
26	صفات عارضہ کا بیان
27	صفات لازمہ و عارضہ میں فرق

27	تفہیم و ترقیق کا بیان
27	لام کی تفہیم و ترقیق
28	راء کی تفہیم و ترقیق
31	میم ساکن و مشدود کے قواعد
32	نون ساکن و مشدود کے قواعد
34	ادغام نون کی امثلہ
35	ادغام کا بیان
37	ادغام کی تفصیل
40	لام تعریف کا اظہار و ادغام
41	ہمزہ کے قواعد
44	کلمہ کی اقسام
46	مد کا بیان
48	اجتماع ساکنین کا بیان
51	ہائے ضمیر کا بیان
53	صلہ کا بیان
54	وقف کا بیان
58	وقف کے متعلق ضروری معلومات
61	سیدنا حفص کی سند
63	معلومات قرآنیہ
64	مختلف اعتبار سے قرآن کے نصف
65	عیوب تلاوت
66	علامات وقف

میری روایت حفص کی سند

میں نے روایت حفص کی سند حاصل کی (۱) اپنے شفیق استاذ محترم الشیخ المقرئ اظہار احمد التھانویؒ سے (۲) آپ نے حضرت الشیخ المقرئ عبدالملکؒ سے (۳) آپ نے استاذ القراء قاری عبداللہ مکیؒ سے (۴) آپ نے الشیخ ابراہیم سعد بن علی المصریؒ سے (۵) آپ نے الشیخ حسن بدیرؒ سے (۶) آپ نے خاتمہ المحققین الشیخ محمد المتولیؒ سے (۷) آپ نے الشیخ احمد الدری التھانیؒ سے (۸) آپ نے الشیخ احمد سلموتہؒ سے (۹) آپ نے الشیخ ابراہیم العیدیؒ سے (۱۰) آپ نے الشیخ عبدالرحمن الامجوریؒ سے (۱۱) آپ نے الشیخ احمد البقریؒ سے (۱۲) آپ نے الشیخ محمد البقریؒ سے (۱۳) آپ نے الشیخ عبدالرحمن الیمنیؒ سے (۱۴) آپ نے اپنے والد الشیخ شحاذہ الیمنیؒ سے (۱۵) آپ نے الشیخ ناصر الدین الطبلویؒ سے (۱۶) آپ نے شیخ زکریا الانصاریؒ سے (۱۷) آپ نے الشیخ رضوان العقبیؒ سے (۱۸) آپ نے محقق محمد بن محمد بن محمد الجزریؒ سے (۱۹) آپ نے الشیخ عبدالرحمن بن احمد البغدادیؒ سے (۲۰) آپ نے الشیخ محمد بن احمد المعروف بالصاحؒ سے (۲۱) آپ نے الشیخ علی بن شجاع المعروف بالکمل الضریر والد شاطبیؒ سے (۲۲) آپ نے امام شاطبیؒ سے (۲۳) آپ نے الشیخ ابی الحسن علی بن حذیلؒ سے (۲۴) آپ نے ابی داؤد سلیمان بن نجیحؒ سے (۲۵) آپ نے امام ابو عمرو عثمان الدالیؒ سے (۲۶) آپ نے الشیخ ابی الحسن طاہر بن غلبونؒ سے (۲۷) آپ نے الشیخ ابی العباس احمد بن سل الاشثلؒ سے (۲۸) آپ نے الشیخ ابو محمد عبید بن الصلیحؒ سے (۲۹) آپ نے صاحب الروایۃ حضرت امام حفص رحمۃ اللہ علیہ سے۔

حضرت امام حفص کوئی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کی اسناد ہم امام حفص کوئی کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔

مصنف کی دیگر کتب

- ☆ سجائی قاعدہ
- ☆ تحبیر التجوید (اردو)
- ☆ زینۃ المصحف (اردو)
- ☆ الفوائد السلفیہ علی المقدمة الجزریہ (اردو)
- ☆ المقدمة الجزریہ مع تحفۃ الاطفال مترجم
- ☆ حق التلاوة (اردو)
- ☆ شرح فوائد مکبہ (اردو)
- ☆ ابلاغ النفع فی القراءات السبع (اردو)
- ☆ احسن المقال فی القراءات الثلاث (اردو)
- ☆ نفائس البیان فی رسم القرآن (اردو)
- ☆ الاهتمام فی الوقف والابتداء (اردو)
- ☆ اہم مسائل قربانی (اردو)
- ☆ اللہم (قرآن و سنت کی دعاؤں کا مجموعہ)
- ☆ شرح طیبۃ النشر فی القراءات العشر (اردو)

قرآئت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

گزارش

الحمد للہ علم تجوید و قرآئت کے فروغ کے لیے قرآئت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کو شاں ہے ہمارا مقصد معیاری و دیدہ زیب اور اعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں باسانی دستیاب نہیں ہو پارہی ہیں تو براہ راست بلا تکلف ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کو انشاء اللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

قرآئت اکیڈمی^{۷۵} (R)

28- الفضل مارکیٹ 17- اُردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910

تقریظ

استاذ الاساتذہ شیخ القراء والمجدین حضرت مولانا القاری والمقرئ اظہار احمد تھانویؒ

Qari Izhar Ahmed Thanwi
Prof. Aloom-ul-Quran & Hadees
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD



(قاری) اظہار احمد تھانوی
استاذ علوم القرآن والحديث
(من كلية أصول الدين)
بالمعجزة الاسلامية العالمية - اسلام آباد

تجہیز تجوید: تالیف مولانا محمد ادریس عظیم استاد مدرسہ تجوید القرآن
بنقل ایوب شاہ لاہور۔ مسائل تجوید پر اچھی طرح روشناسدہ الہی والی کتاب ہے
تفہیم کا انداز بھی طالب علم کے لئے مشفقانہ اور خیر خواہانہ ہے۔

امیر ہے دانش گاہ تجوید مفت پر صبیحہ نوائی دار بہت
فائدہ حاصل کریں گے اور امتحان کی تیاری میں بھی یہ کتاب انتہائی مفید ثابت
ہوگی۔ الحمد للہ مصنف نے کتاب کو ترتیب میں بھی خوب کاموشی اور سلیقہ
سے کام لیا ہے۔ دعا ہے کہ رب کریم، افادہ اور استفادہ میں کتاب
کو عام قبولیت سے سرزاری بخشے۔ آمین

ناچیز اختر علی
استاذ مدرسہ تجوید القرآن
مولانا ازار لاہوری

۱۶ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

(قاری) اظہار احمد تھانوی
پروفیسر القرآن - اصول الدین والقرآنات
للتجويد والاسلامک دواورشی اسلام آباد